

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 قَالُوا نَحْنُ الْمُسْلِمُونَ  
 وَنَحْنُ الْمُسْلِمُونَ  
 وَنَحْنُ الْمُسْلِمُونَ  
 وَنَحْنُ الْمُسْلِمُونَ

# مسائل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 قَالُوا نَحْنُ الْمُسْلِمُونَ  
 وَنَحْنُ الْمُسْلِمُونَ  
 وَنَحْنُ الْمُسْلِمُونَ  
 وَنَحْنُ الْمُسْلِمُونَ

# عقائد

تأليف

پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد نوشیہ 237 البرٹ روڈ آسٹن برمنگھم U-K



### جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	۱۲ مسائل و ۱۲ عقائد
مصنف	محقق اہل سنت حضرت علامہ پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری
اشاعت	بار اول
تعداد	۱۰۰۰
پروف، پرنٹ،	حافظ محمد خالد محمود فشی محلہ منڈی بہاؤ الدین فون نمبر 508778
کپڑے، ڈیزائننگ	
مطبع	مکتبہ نبویہ سنچ بخش روڈ لاہور
قیمت	
مٹنے کا پتہ	دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ منگلا کالونی ضلع جہلم

### فہرست مضامین

2	..... اسرار و احکام کتاب
12	..... اول اللہ
12	..... ایمان کے لیے کوئی عمل صالح مقبول نہیں اور عمل صالح کے بغیر ایمان مقبول ہے
13	..... اصل ایمان معنی عقلی اللہ
15	..... کتاب لکھنے کا سبب
	..... پہلا حصہ
17	..... اہل سنت و الجماعت عقلی مذہب کے مطابق نماز کے متعلق ۱۲ مسائل صحیح
	..... مسئلہ نمبر ۱ نماز میں مردوں کیلئے کانون تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے جبکہ کدھوں
18	..... خلاف سنت ہے
18	..... نموت میں ۱۶ احادیث مبارکہ
21	..... عقلی لحاظ سے
21	..... اعتراضات و جوابات
22	..... کلیہ حاکم ان کلام صادقین
	..... مسئلہ نمبر ۲ نماز میں مردوں کیلئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ سینے
24	..... پر مردوں کی مانند ہاتھ رکھنا خلاف سنت ہے
24	..... نموت میں ۱۲ احادیث مبارکہ
26	..... عقلی لحاظ سے
27	..... اعتراضات و جوابات
28	..... کلیہ حاکم ان کلام صادقین



مسئلہ نمبر ۳ ..... نمازی نماز میں سورۃ فاتحہ سے قبل تسبیح (بسم اللہ شریف)

آہستہ پڑھے، باواز بلند نہ پڑھے کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے ..... 29

ثبوت میں ..... 20 احادیث مبارکہ ..... 29

عقلی تقاضہ ..... 32

اعتراضات و جوابات ..... 33

احادیث کثیرہ صحیحہ کے مقابلے میں شاذ حدیث ناقابل عمل ہے ..... 34

چیلنج ..... 34

مسئلہ نمبر ۴ ..... امام کے پیچھے مقتدی کا تلاوت قرآن کرنا سخت منع ہے ..... 35

ثبوت میں ..... آیات بینات ..... 35

ثبوت میں ..... 22 احادیث مبارکہ ..... 36

عقلی تقاضہ ..... 40

اعتراضات و جوابات ..... 40

لاقرآن خلف الامام کے ثبوت میں ..... اقوال صحابہ کرام ..... 42

غیر مقلدین سے ہمارے سوالات ..... 43

چیلنج ..... 44

مسئلہ نمبر ۵ ..... ہر نمازی کیلئے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو نماز جہری ہو یا

سری ہو آمین آہستہ کہنا سنت ہے ..... 45

ثبوت میں ..... 26 احادیث مبارکہ ..... 45

عقلی تقاضہ ..... 49

اعتراضات و جوابات ..... 50

چیلنج ..... 51

مسئلہ نمبر ۶ ..... رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا مکروہ اور

خلاف سنت ہے ..... 52

ثبوت میں ..... 25 احادیث مبارکہ ..... 52

عقلی تقاضہ ..... 57

ان روایات میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ تمام روایات منسوخ ہیں ..... 57

اعتراضات و جوابات ..... 58

چیلنج ..... 63

مسئلہ نمبر ۷ ..... و تر واجب ہے۔ اس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے، اور اس کی

نظام الام ہے ..... 64

ثبوت میں ..... 13 احادیث مبارکہ ..... 64

خلاصہ کلام ..... 66

چیلنج ..... 66

مسئلہ نمبر ۸ ..... وتر کی تین رکعتیں ہیں ..... 67

ثبوت میں ..... 28 احادیث مبارکہ ..... 67

حضرت عبداللہ بن مسعود ..... 71

وتر کی ۳ رکعت ہونے ثبوت میں ..... احمد مدین علیہم الرحمۃ کے اقوال و زین ..... 74

خلاصہ کلام ..... 77

عقلی تقاضہ ..... 77

چیلنج ..... 78

مسئلہ نمبر ۹ ..... وتر کی آخری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے دعائے قنوت ہمیشہ

یعنی سارا سال پڑھنا سنت ہے۔ جبکہ اسکے خلاف کرنا سخت برا ہے ..... 79

ثبوت میں ..... 10 احادیث مبارکہ ..... 79

ثبوت میں ..... اقوال صحابہ کرام اور اقوال ائمہ دین ..... 82

خلاصہ کلام ..... 83

چیلنج ..... 83



مسئلہ نمبر ۱۰ ..... وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں بالخصوص نماز فجر میں قنوت پڑھنا

84 ..... سخت منع ہے

84 ..... ثبوت میں ..... ۱۲ احادیث مبارکہ

88 ..... واقعہ پیر معونہ

89 ..... امام طحاوی کی تحقیق

89 ..... خلاصہ کلام

90 ..... چیلنج ..... ہاتوا برہا حکم ان کنتم صادقین

مسئلہ نمبر ۱۱ ..... مرد کیلئے سنت یہ ہے کہ دونوں التحیات میں دایاں پاؤں کھڑا

کرے اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے۔ جبکہ عورت دونوں پاؤں دفنی جانب

نکال دے اور سرین زمین پر رکھے

91 ..... ثبوت میں ..... ۱۴ احادیث مبارکہ

94 ..... فقہاء کرام کے نزدیک

96 ..... خلاصہ کلام

96 ..... چیلنج ..... ہاتوا برہا حکم ان کنتم صادقین

مسئلہ نمبر ۱۲ ..... نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ

پڑھنا منع ہے اور خلاف سنت ہے

97 ..... ثبوت میں ..... ۹ احادیث مبارکہ

104 ..... خلاصہ کلام

104 ..... چیلنج ..... ہاتوا برہا حکم ان کنتم صادقین

دوسرا حصہ

105 ..... وہابیوں، دیوبندیوں کی فقہ کے ۱۲ مسائل عجیبہ

مسئلہ نمبر ۱ ..... پیشاب اور جماع کرتے وقت ذکر کرنے سے بندہ گنہگار نہیں ہوتا

106 ..... اور پیشاب، پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی جائز ہے

106 ..... مسئلہ نمبر ۲ ..... وہابیوں کے نزدیک ہر درندہ خواہ وہ خنزیر ہو کا جوٹھا پاک ہے

106 ..... مسئلہ نمبر ۳ ..... وہابیوں کے نزدیک کتے اور خنزیر کا چمڑا پاک ہے

106 ..... مسئلہ نمبر ۴ ..... وہابیہ کے نزدیک انسان کی مٹی پاک ہے

107 ..... مسئلہ نمبر ۵ ..... وہابیہ کے نزدیک جانوروں کی مٹی بھی پاک ہے

107 ..... مسئلہ نمبر ۶ ..... وہابیہ کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

107 ..... مسئلہ نمبر ۷ ..... وہابیہ کے نزدیک نکسیر پھونکنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

108 ..... مسئلہ نمبر ۸ ..... وہابیہ کے نزدیک سگی گوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

مسئلہ نمبر ۹ ..... وہابیہ کے نزدیک کتا، خنزیر، شراب، سبے والا خون، یہاں تک

108 ..... کہ مرد اور بھی سب پاک ہیں

108 ..... مسئلہ نمبر ۱۰ ..... وہابیہ کے نزدیک بھوکھانا جائز ہے

108 ..... مسئلہ نمبر ۱۱ ..... وہابیوں کے نزدیک کتا کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے

109 ..... مسئلہ نمبر ۱۲ ..... وہابیوں کے نزدیک سجدہ تلاوت ہے وضو بھی جائز ہے

تیسرا حصہ

111 ..... وہابیوں، دیوبندیوں کی فقہ کے عقائد بالطلہ اور اہل سنت والجماعت کے ۱۲ عقائد عجیبہ

112 ..... وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱ ..... دیوبندیوں، وہابیوں کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے

112 ..... صحیح اسلامی عقیدہ ..... اللہ تعالیٰ سے جھوٹ محال بالذات ہے

112 ..... ثبوت میں ..... آیات قرآنیہ

113 ..... جھوٹ کی تین وجوہات

114 ..... جھوٹ ایک عیب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک ذات ہے

115 ..... وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲ ..... انسان کوئی کام کرے، تو اللہ تعالیٰ کو علم نہیں ہوتا

115 ..... صحیح اسلامی عقیدہ ..... اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی مخفی نہیں

115 ..... ثبوت میں ..... آیات قرآنیہ

116 ..... امر اور انہی میں فرق



- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۳ ..... کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لیا جائے، تو ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا ..... 117
- صحیح اسلامی عقیدہ ..... کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لینے سے انسان دائرۃ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے ..... 117
- ثبوت میں ..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ ..... 117
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۴ ..... اگر آپ ﷺ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی فرض کر لیا جاوے، تو بھی خاتمیت محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آوے گا ..... 118
- صحیح اسلامی عقیدہ ..... حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں۔ قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا جھنڈا لہراتا رہے گا۔ اب کوئی اصلی، نقلی، فرضی نبی نہیں آ سکتا۔ اب نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے ..... 118
- ثبوت میں ..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ ..... 118
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵ ..... رحمۃ للعالمین ہونا صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ نہیں۔ چودھویں، پندرھویں صدی کا مولوی بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتا ہے ..... 120
- صحیح اسلامی عقیدہ ..... جیسے اللہ تعالیٰ تمام جہان، کائنات کے ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ کا رب ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ ہر کسی کیلئے باعثِ رحمت ہیں ..... 120
- ثبوت میں ..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ ..... 120
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۶ ..... دہابیوں و یوہندیوں کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی صرف اتنی فضیلت ہے کہ وہ بڑے بھائی ہیں اور یہ چھوٹے بھائی ہیں ..... 121
- صحیح اسلامی عقیدہ ..... حضور اکرم ﷺ ہمارے روحانی باپ کی حیثیت سے ہیں بھائی نہیں ہیں ..... 121
- ثبوت میں ..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ ..... 121
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۷ ..... دہابیوں، یوہندیوں کے نزدیک حضور ﷺ بے اختیار نبی ہیں ..... 123

- صحیح اسلامی عقیدہ ..... حضور پیارے مصطفیٰ، مختار زمین و آسمان، وارث کون و مکان ..... 123
- ثبوت میں ..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ ..... 123
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۸ ..... دہابیوں اور یوہندیوں کے نزدیک کسی نبی اور ولی کی کوئی توقیر نہیں ..... 125
- صحیح اسلامی عقیدہ ..... اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمان سب عزت والے ہیں ..... 125
- ثبوت میں ..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ ..... 125
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۹ ..... دہابیوں، یوہندیوں کے نزدیک قبر کے اندر حضور اکرم ﷺ کا جسم پاک مٹی بن گیا ہے ..... 126
- صحیح اسلامی عقیدہ ..... نبی حیات جاودانی یعنی ہمیشہ کی زندگی کے مالک ہیں۔ اور نبیوں کے جسوں کو مٹی نہیں کھاتی ..... 126
- ثبوت میں ..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ ..... 126
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۰ ..... حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ کو بیوی خیال کرنا دہابی کے نصیب میں ..... 128
- صحیح اسلامی عقیدہ ..... حضور اقدس ﷺ کی بیبیاں مسلمانوں کی روحانی مائیں ہیں۔ پھر جو اپنی ماں کو اس سے بڑھ کر حرامی کون ہوگا؟ ..... 128
- ثبوت میں ..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ ..... 128
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۱ ..... دہابیہ کے نزدیک امتی بسا اوقات اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں ..... 129
- صحیح اسلامی عقیدہ ..... نبی کی عبادت کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ گل جہاں کی عبادت ایک طرف، نبی کی عبادت ایک طرف۔ نبی کی عبادت کا درجہ زیادہ ہے ..... 129
- ثبوت میں ..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ ..... 129



وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۲..... دیوبندیوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ جیسا علم تو معاذ اللہ

کتے، بے، خنزیر کو بھی حاصل ہے۔ نَفُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ..... 131

صحیح اسلامی عقیدہ..... اللہ تعالیٰ نے دنیا و مافیہا کے تمام علوم غیب کیلئے اپنے

پیارے رسول مقبول ﷺ کو جن لیا ہے ..... 131

ثبوت میں..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ ..... 131

اختتامی دعا ..... 133

### خصوصیات کتاب

۱۔ تمام کتاب ہادسوں پر مبنی۔

۲۔ اس کتاب کا کچھ حصہ مرکزی جامع مسجد محمدیہ نوریہ منگلا کالونی میں لکھا گیا اور

کچھ حصہ مرکزی جامع مسجد غوثیہ البرٹ روڈ آسٹن برمنگھم (برطانیہ) میں لکھا گیا۔



## پیش لفظ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ. أَمَّا بَعْدُ فَاغْوِذْ بِأَلْفِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ.

(ترجمہ) وہ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے وہ جنت والے ہیں، وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے۔

یاد رہے کہ

ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل صالح مقبول نہیں۔ لیکن عمل صالح کے بغیر ایمان مقبول ہے۔ دنیا میں ہر کوئی خواہ وہ ہندو ہو یا سکھ، عیسائی ہو یا یہودی، عمل صالح کرنے کی دوسروں کو ترغیب دیتا ہے، اور خود بھی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے منہ جب وہ نیک اعمال ہیں جو ایمان کے ساتھ ہوں۔

اس دنیا میں اچھے کام کے طور پر کیا کچھ نہیں کیا جاتا۔ غریبوں، محتاجوں اور ناداروں کیلئے خیراتی ہسپتال کھولے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے تعلیمی ادارے بنائے جاتے ہیں۔ ادارت اور یتیم بچوں کیلئے پیش سنہرز، مسافروں کیلئے سرائے، فلاح و بہبود کی انجمنیں، ویلفیئر سوسائٹیز، غرضیکہ ہر جگہ بہت کچھ کیا جاتا ہے۔ مگر جب تک کوئی اللہ اور اسکے رسول مقبول ﷺ پر ایمان نہیں لاتا، حقیقی اور اخروی فلاح و کامرانی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ ان اچھے کاموں کا بدلہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی چکا دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ

معلوم ہوا کہ

اعمال صالحہ..... کی مقبولیت کا دار و مدار ایمان پر ہے۔ لیکن.....

ایمان..... کی تکمیل کا انحصار سرکارِ دو عالم ﷺ کی "محبت" پر ہے۔

کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَحِبُّوا إِلَهُ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسَ أَجْمَعِينَ أَوْ مِنْ نَفْسِهِ.

(ترجمہ) تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا،

جب تک میں اسکے نزدیک اُس کے ماں باپ، اُس کی اولاد، اور دوسرے

تمام لوگوں سے، حتیٰ کہ اُس کی اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ

ہو جاؤں۔

غور فرمائیں!

ہم اللہ پر ایمان صرف آپ ﷺ کے ہی بتلانے پہ لائے ہیں۔ ورنہ اگر وہ ہمیں ایسی تعلیم نہ دیتے تو ہمیں اللہ کی کیا خبر تھی۔ پہلے کی طرح آج بھی ہم بتوں کے آگے سجدہ رہتے ہوتے۔ شجر و حجر کو پوجتے ہوتے۔ اس ظلمت سے نکالنے والے محسنِ اعظم ﷺ پر پتے اور پکے دل سے ایمان لا کر ہی ہم اللہ تبارک و تعالیٰ پر ایمان لا سکتے ہیں۔

ہم نے اللہ ﷻ کو اپنا معبود حقیقی ان کے بتلانے پر ہی تو مانا ہے.... اگر وہ ہمیں نہ بتاتے تو ہم اپنے خالق و مالک اور معبودِ برحق پر کیونکر ایمان لا سکتے تھے؟

معلوم ہوا کہ

ایمان کے باب میں سرکارِ دو عالم ﷺ ہی ہمارے معلم ہیں.....

چنانچہ عام دستور اور قاعدہ ہے کہ طالب علم کی کامیابی و کامرانی استاد کی عزت و احترام اور محبت میں مضمر ہے۔ جو اسٹوڈنٹ اپنے ٹیچر کیلئے اپنے دل میں عزت، احترام،



چنانچہ ایک سچا مومن اگر کارِ دو عالم ﷺ کو اپنے آپ سے اپنے ماں باپ سے اپنی آل و اولاد سے سب تعلقات سے بلکہ ساری کائنات سے بڑھ کر عزیز و محترم اور محبوب رکھتا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے آپ ﷺ کی محبت اور عشق ہی اسکے ایمان کی جان ہے۔

مگر..... کفار و مشرکین، یہود و ہنود..... سب مل کر

اس کوشش میں ہیں۔ کہ کسی طرح مسلمانوں کے دل سے اُنکے نبی ﷺ کی محبت نکال دو۔ تو یہ انتہائی بے ضرر، محض موروثی، رسمی اور نام کے مسلمان رہ جائیں گے۔ کہ جنہیں اپنے مذہب و ملت کی حرمت کی کوئی پروا نہیں ہوگی۔

افسوس کہ

وہ کام جو کافر لوگ صدیوں میں نہ کر سکے خود مسلمانوں کے اندر کافروں کے ایجنٹوں نے کر دکھانا شروع کر دیا۔ یہودیوں، ہندوؤں کے یہ ایجنٹ اس سازش میں ملوث ہو کر حضور ﷺ کی ذات کے بارے میں متنازع مسائل و عقائد گھڑنے لگے۔ اس طوفان کی ایک شکل غیر مقلدیت، وہابیت، نجدیت اور دیوبندیت ہے۔ بد بخت غیر مقلد وہابی، نجدی اور دیوبندی ہر وقت اسی کوشش میں ہوتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کے اندر نئے نئے متنازع مسائل و عقائد پیدا کیے جائیں۔ تاکہ ان کے دلوں میں موجود عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع کو بجھا دیا جائے۔

بد عقیدگی کے یہ جراثیم یہود و ہنود کی ملی بھگت سے بڑی تیزی کے ساتھ ہر شہر ہر قریہ ہر بہتی پر حملہ آور ہیں۔ ہماری منگلا کالونی میں بھی غیر مقلدیت، وہابیت، نجدیت اور دیوبندیت کے چند دانے ہیں۔ جو الحمد للہ بسیار کوشش کے باوجود ابھی تک منگلا کالونی میں اپنی کوئی جگہ نہ پاسکے ہیں۔ کیونکہ ہم اہل سنت و الجماعت ان کے حربوں کو بخوبی سمجھتے ہیں.....

اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل و ذوالجلال والا کرامت سے دعا ہے۔ کہ وہ ان بد بختوں

کے دام فریب سے ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور اپنے پیارے حبیب اقدس، سرکارِ رسالت آپ ﷺ کی بچی، بچی محبت اور والہانہ عشق عطا فرمائے۔

اس کتاب کے لکھنے کا سبب بھی یہی ہے کہ ایک غیر مقلد وہابی نے منگلا ہملت میں 'حبیب' نامی نئے مسائل بیان کرنا شروع کر دیے۔ بالخصوص رفع یدین کرنے اور آمین پڑھنے کے بارے میں احادیث اپنے ہاتھوں سے لکھ لکھ کر منگلا ہملت میں تقسیم کرنا شروع کر دیے۔ اور اس طرح عوام اہل سنت کو پھنسانا چاہا۔ تو ہمارے شاگرد رشید حافظ سلیم قادری اور صاحبِ کتب دینی نے اس کا محاسبہ کیا۔ تاریخ ۲۱ مئی ۲۰۰۰ء سے پکڑ کر میرے پاس لے آئے۔ مگر یہاں وہ ہر بات میں لا جواب تھا۔ یعنی کسی سوال کا جواب نہ دے سکا۔ اُس کا اہل مطلق کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ بسم اللہ شریف کا ترجمہ بھی نہ کر سکا۔ بس وہی رتنی رٹوائی احادیث تھیں کہ جو غیر مقلدین وہابی مولویوں نے پکڑا دیں۔ اور جھوٹ اتنا بولا کہ الامان.... کہنے لگا کہ رفع یدین کرنے کے بارے میں ۷۵۰ احادیث ہیں۔ میں نے اسے ایک مہینہ کی مہلت دی کہ ۷۵۰ احادیث لے آؤ۔ سال ۲۰۰۰ء ختم ہوا۔ ۲۴ جنوری ۲۰۰۱ء تک میں منگلا میں ہی تھا اور اب یہاں انگلینڈ میں مئی ۲۰۰۱ء ہے۔ مگر وہ شخص ۷۵۰ احادیث نہ لاسکا۔ لہذا اسے اس واقعہ کی وجہ سے میں نے چاہا کہ چند وہ مختلف فیہ مسائل اور عقائد کہ جن کا بہانہ کر کے سادے اور بھولے بھالے سنیوں کو ورغلا یا جاتا ہے کے بارے میں قرآن و احادیث کی روشنی میں صحیح مسلک بیان کروں۔ چنانچہ یہ کتاب میں نے منگلا میں لکھنی شروع کی۔ جو بارہ، بارہ مسائل اور عقائد پر مشتمل تین حصوں میں منقسم ہے۔ جن کی مکمل تفصیل تو Contents میں موجود ہے۔ البتہ مختصر ترتیب حسب ذیل ہے۔

- اہل سنت و الجماعت حنفی مذہب کے مطابق نماز کے متعلقہ ۱۲ مسائل صحیحہ
- وہابیوں، دیوبندیوں کی فقہیہ کے ۱۲ مسائل عجیبہ
- وہابیوں، دیوبندیوں کے ۱۲ عقائد باطلہ
- اہل سنت و الجماعت کے اسلامی ۱۲ عقائد صحیحہ



یہ کتاب میں نے اس لئے لکھ دی ہے کہ عوام اہل سنت کے پاس دلائل کا ذخیرہ موجود ہو۔ اور اگر کوئی سر پھر ان کو بہکانا چاہے تو اس کو منہ توڑ جواب دے سکیں۔

میں نے اس کتاب کا نام ۱۲ مسائل و ۱۲ عقائد تجویز کیا ہے۔

آج ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء بمقام جامع مسجد غوثیہ اس کتاب کی تکمیل سے فارغ ہوا۔ جو کوئی اس سے استفادہ کرے مجھ گنہگار کیلئے دعائے خیر کرے۔

طائب دعا

پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد غوثیہ ' ۲۳۷ ' البرٹ روڈ

آسٹن ' برٹنگھم ' برطانیہ

پہلا حصہ

## ۱۲ مسائل صحیحہ

اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کے

مطابق



## مسئلہ 1

”نماز میں مردوں کیلئے کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ صرف کندھوں تک خلاف سنت ہے۔“

کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے ثبوت میں احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر ۳۲۱

بخاری و مسلم و طحاوی میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ أُذُنَيْهِ وَهُنَّ لَفْظٌ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا فَرْعَ أُذُنَيْهِ.

ترجمہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر فرماتے، تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں تک اٹھاتے۔ دیگر الفاظ یہ ہیں کہ کانوں کی لو تک اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۴

ابوداؤد و شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِّنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَفُودُ.

ترجمہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز شروع فرماتے، تو اپنے مبارک ہاتھ کان کی لو تک اٹھاتے پھر رفع یدین نہ فرماتے یعنی ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۴

مسلم شریف میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

أَنَّ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ قَالَ أَخَذَ الرَّوَاةُ جِهَالًا أُذُنَيْهِ.

وہاں انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ کانوں کے مقابل اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۸۴۶

امام احمد، دارقطنی، طحاوی نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ ابْنَاهُ هَذَا أُذُنَيْهِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو جاتے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۹

حاکم نے مستدرک میں، دارقطنی اور بیہقی نے نہایت صحیح اسناد کے ساتھ جو بشرط مسلم و بخاری ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَازِيَ بِلْيَتَيْهِ أُذُنَيْهِ.

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر کہی اور اپنے انگوٹھے کانوں کے قریب کر دیئے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۱۲

مہدارزاق اور طحاوی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لَا يَفْتَحُ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ ابْنَاهُ قَرِيبًا مِّنْ سَخِمَةِ أُذُنَيْهِ.



ترجمہ

جب حضور اکرم ﷺ نماز شروع فرمانے کیلئے تکبیر فرماتے، تو یہاں تک اپنے ہاتھ اٹھاتے کہ آپ ﷺ کے انگوٹھے کانوں کی گدیہ کے مقابل ہو جاتے۔

حدیث نمبر ۱۳

ابوداؤد نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتْ بِجِبَالِ مَكْنَبِيهِ وَخَاضِي بَابِهَا مِيهَ أَذْنِيهِ.

ترجمہ

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ ہاتھ شریف تو کندھوں کے مقابل اور انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو گئے۔

حدیث نمبر ۱۵

دارقطنی نے حضرت براء بن عاقبؓ سے روایت کی۔

أَنَّ رَأْيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى خَاضِيَ بَابَ أَذْنِيهِ ثُمَّ يَهْدِي إِلَى شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى يَرْغَ مِنْ صَلَواتِهِ.

ترجمہ

بے شک انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ انہیں کانوں کے مقابل فرما دیا، پھر نماز سے فراغت تک رفع یدین نہ فرمایا۔ یعنی ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث نمبر ۱۶

طحاوی شریف نے حضرت ابو حمید ساعدی سے روایت کی۔

أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا ضَخَابَ زَسْؤُلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ زَسْؤُلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَثُرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ جَدًّا وَجْهَهُ.

یہ ایک وہ حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سب سے زیادہ حضور ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں، آپ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے، تو فرماتے اور ہاتھ مبارک چہرہ شریف کے مقابل تک اٹھاتے۔

### عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ نماز شروع کرتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔ اس لئے کہ عرف عام میں جب کسی چیز سے توبہ یا بیزاری کا اظہار مقصود ہو تو کانوں پر ہاتھ رکھوائے جاتے ہیں، کندھے نہیں پکڑوائے جاتے۔ گویا نمازی اپنے قول (اے اللہ تعالیٰ) سے نماز شروع کرتا ہے۔ اور اپنے عمل سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر دنیا سے (عقلی) کا اظہار کرتا ہے۔ لہذا نماز شروع کرتے وقت کانوں کو ہاتھ لگانا بالکل مناسب ہے۔

یہ کہہ کر پورا خلاف عقل ہے۔ (جاء الحق حصہ دوم)

### اعتراضات وجوابات

۱۔ اصل نمبر ۱

مسلم و بخاری نے حضرت ابو حمید ساعدی سے ایک طویل حدیث نقل کی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ اِذَا كَثُرَ جَعَلَ يَدَيْهِ جَدًّا مَسْكَبِيهِ حُضُورَ ﷺ جب تکبیر فرماتے تو اپنے کانوں پر ہاتھ رکھنے کے مقابل کرتے تھے۔

انہیں مسلم و بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ نقل کیے۔ اِنْ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ جَدًّا مَسْكَبِيهِ یعنی حضور ﷺ ہاتھ مبارک اپنے کندھوں کے مقابل کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ کندھوں



تک ہاتھ اٹھا، سنت ہے۔

جواب:

یہ حدیث اختلاف کے خلاف نہیں۔ کیونکہ جب کانوں سے انگوٹھے لگائیں گے تو ہاتھ کانوں تک بھی ہو جائیں گے، اور کندھوں تک بھی۔ دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جائے گا۔ جب کہ کندھوں تک انگوٹھے لگانے سے ان احادیث پر عمل نہ ہو سکے گا کہ جن میں کانوں کا ذکر ہے۔ حنفی المذہب میں دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہابی غیر مقلد ایک قسم کی احادیث چھوڑ دیتا ہے۔ لہذا حنفی مذہب جامع مذہب ہے۔

اعتراض نمبر ۲

آپ نے کانوں کے متعلقہ جو حدیثیں بیان کی ہیں وہ ضعیف ہیں لہذا قابل عمل نہیں۔

جواب:

اس کے چند جواب ہیں۔

- ۱۔ وہابی غیر مقلد اپنی عادت کے مطابق اپنے مخالف حدیثوں کو بلاوجہ ضعیف کہہ دیتے ہیں۔ حدیث کو ضعیف کہہ دینا ان کے نزدیک معمولی بات ہے۔
- ۲۔ ہم نے اس سلسلہ میں مسلم و بخاری کی احادیث پیش کیں کیا وہ بھی ضعیف ہیں؟
- ۳۔ وہابیوں غیر مقلدوں کا ان احادیث کو ضعیف کہہ دینا جرح مبہول ہے جو کسی طرح قابل قبول نہیں کیونکہ اس میں وجہ ضعف نہیں بتائی گئی کہ کیوں ضعیف ہیں؟

چیلنج

سارے غیر مقلد وہابیوں کو عام اعلان ہے کہ کوئی مرفوع حدیث ایسی دکھاؤ، جس میں یہ بیان ہو کہ حضور اقدس ﷺ اپنے انگوٹھے کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ نالائق وہابیو! سمجھو

اس حدیث میں انگوٹھے کانوں کا ذکر ہے وہاں "بیدیہ" ہاتھ کا لفظ ارشاد ہوا ہے۔ اور جہاں "ابہامناہ" ہے وہاں "ابہامناہ" انگوٹھا مذکور ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کندھوں تک انگوٹھے نہ اٹھاتے ہیں کہ جب انگوٹھے کانوں تک لگیں۔

﴿هَاتُوا بِرِهَانِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

❧



فَمِنْ السُّنَّةِ وَضِعَ الْكَفُّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ.

اس آیت میں کہ ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابی جہم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

فَمِنْ السُّنَّةِ وَضِعَ الْكَفُّ فِي الصَّلَاةِ وَيَضَعُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ.

ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے اور (نماز میں)

اپنے (دونوں) ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے۔

امام احمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ كَانَ يَدَهُ الْيَمِينِ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ.

ابن ابی شیبہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دایا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

فَالْيَمِينُ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دایا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے۔

ابن حزم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ شَالٍ مِنَ اخْلَاقِ النَّبِيِّ وَضِعَ الْيَمِينُ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

## مسئلہ 2

”نماز میں مرد کیلئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ سینے پر غورتوں کی

مانند ہاتھ رکھنا خلاف سنت ہے“

اس مسئلہ کی تائید میں احادیث کا گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۸

ابوداؤد شریف نسخہ ابن عربی میں حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخَذَ الْكَفَّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ

السُّرَّةِ.

ترجمہ

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا

چاہیے۔

حدیث نمبر ۳۲۲

ابوداؤد شریف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضِعَ الْكَفُّ فِي زَوَايَا وَضِعَ الْيَمِينُ عَلَى

الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

ترجمہ

نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نماز میں ناف کے

نیچے دایا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے۔

حدیث نمبر ۷۴۴

ابوداؤد نسخہ ابن عربی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔



آپؐ نے فرمایا کہ رہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا اخلاقی نبوت سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

ابو بکر ابن ابی شیبہ نے حجاج ابن حسان سے روایت کی۔

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُجَلِّزٍ وَسَالَتْهُ كَيْفَ يَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّهِ وَيَمِينَهُ عَلَى ظَاهِرِ كَفِّهِ شِمَالَهُ وَيَجْمَعُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ. اسْتَاذُهُ جَدُّهُ وَزَوَّاهُ كُلُّهُمْ نَقَاتٌ

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز سے پوچھا کہ نمازی (نماز میں) ہاتھ کیسے رکھے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی پھٹی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اپنے ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے۔ اس کی اسناد بہت قوی ہیں اور سارے راوی ثقہ ہیں۔

”نوٹ“

اس مسئلہ کے متعلق بہت سی دیگر احادیث بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ انہیں پر اکتفا کرنا ہوں۔ زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو صحیح البہاری کی مطالعہ کریں۔

### عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہ ہے کہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے جائیں۔ کیونکہ دستور کے مطابق غلام اپنے آقا کے سامنے ادب سے ایسے ہی کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر جب نماز میں بندہ اپنے خدائے بزرگ و برتر کے حضور کھڑا ہو، تو اسے بھی ایسے ہی نیاز مندی سے کھڑا ہونا چاہیے۔ کیونکہ اسی میں ادب ہے۔ لیکن غیر مقلد وہابی جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ مسجد میں کھڑے ہیں یا اکھاڑے میں کشتی لڑنے کیلئے

وہابی صاحب!

ادب کے بندو

ادب رکوع میں ادب کا اظہار ہے۔

محمد علی ادب کا اظہار ہے۔

انہی میں ادب کا اظہار ہے۔

توقیم میں

الاکرا بے ادبی کے ساتھ پہلوانوں کی طرح کیوں کھڑے ہوتے ہو؟

ادب کو ملحوظ خاطر رکھو اور

ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر عاجزی، انکساری، انہجائی نیاز مندی کے ساتھ

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کھڑے ہو جاؤ۔

### اعتراضات و جوابات

۱۔ اہل انہج

ابو داؤد و شریف میں ابن جریر نے اپنے والد محترم سے روایت کی۔ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدًا

سَمِعْتُ شِمَالَهُ يَمِينَهُ عَلَى الشَّيْءِ فَوْقَ السُّرَّةِ (ترجمہ) یعنی راوی بیان کرتے ہیں کہ

میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپؐ نے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ کلائی پر سے

(اور) ناف کے اوپر (رکھا)۔

وہابی صاحب!

۱۔ آپؐ نے حدیث میں خیانت کی۔ پوری حدیث بیان نہیں کی جبکہ اس کے

مقطع حدیث یہ ہے۔ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَى عَنْهُ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَوْقَ السُّرَّةِ وَقَالَ يَكُونُ جَلَدًا



تَحْتَ السُّرَّةِ وَذَوَى عَنِ ابْنِ هُوَيْرَةَ وَتَيْسَ بِالْقَوِيَّ - ابو داؤد نے فرمایا کہ سعید بن جبیر سے ناف کے اوپر کی روایت ہے۔ جبکہ ابو جلاؤد نے ناف کے نیچے کی روایت بیان کی ہے۔  
(نسخہ ابن عربی)

دوسرا یہ کہ آپ کی پیش کردہ احادیث میں تعارض (اختلاف - Contradiction) آ گیا ہے اور جب احادیث میں تعارض ہو تو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ زیر ناف والی احادیث قابل عمل ہوں۔ کیونکہ رکوع، سجود اور التحیات وغیرہ میں ادب ملحوظ ہے۔ تو چاہیے کہ قیام میں بھی ادب کا لحاظ رہے۔ زیر ناف ہاتھ باندھنا ادب ہے۔ جبکہ سینے پر ہاتھ رکھنا بے ادبی و گستاخی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کو زور نہ دکھاؤ۔ زاری، انکساری دکھاؤ وہاں زور نہیں چلتا، ادب چلتا ہے۔ میرے دوست! اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہا بڑی انکساری اور زاری ہی سب سے زیادہ قبول ہے۔

### چینچ

غیر مقلد و بابیوں کے پاس ایک بھی مرفوع صحیح حدیث بخاری و مسلم کی نہیں کہ جس میں مردوں کو سینے پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا ہو۔ اگر کوئی ہے تو لاؤ۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

XX

### مسئلہ 3

نمازی نماز میں سورۃ فاتحہ سے قبل تسمیہ (بسم اللہ شریف) آہستہ پڑھے۔  
اور آواز پڑھے، کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔  
نماز میں سورۃ فاتحہ سے قبل بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنے کے متعلق بہت سی روایات ہیں جن میں سے چند احادیث کا گلدستہ پیش کیا جاتا ہے۔

مسلم، بخاری اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی۔  
قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ  
وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے اور حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی (سورۃ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ شریف (بلند آواز سے) پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

حدیث نمبر ۴

مسلم شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكُرٍّ وَعُمَرَ كَانُوا يَفْتَحُونَ الصَّلَاةَ  
بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

پاشاہ نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ الحمد للہ رب العالمین سے



قرأت شروع فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۵۷

نسائی، ابن حبان اور طحاوی شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔  
 قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَلَمْ  
 أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

ترجمہ

میں نے حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور  
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں۔ ان حضرات میں سے کسی  
 ایک کو بھی (نماز میں) بسم اللہ شریف (بلند آواز سے) پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

حدیث نمبر ۱۱۳۸

طبرانی نے معجم کبیر میں، ابویعم نے حلیہ میں، ابن خزیمہ اور طحاوی نے حضرت  
 انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَكْرٍ وَعُمَرُ كَانُوا يُسْرُونَ بِبِسْمِ اللَّهِ  
 الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

ترجمہ

بے شک نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آہستہ بسم اللہ شریف  
 پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۱۲

ابوداؤد، دارمی، طحاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْتَحُونَ الْقِرَاءَةَ  
 بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت

انس رضی اللہ عنہ "الحمد لله رب العالمين" سے قرأت شروع فرماتے تھے۔

اسلم شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْتَحُونَ الْقِرَاءَةَ  
 بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا يَذْكُرُونَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ  
 الْقِرَاءَةِ وَلَا فِي آخِرِهَا.

بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت  
 عثمان غنی رضی اللہ عنہ "الحمد لله رب العالمين" سے قرأت شروع فرماتے تھے۔ جبکہ "بسم اللہ  
 الرحمن الرحيم" کا ذکر نہ اول قرأت میں کرتے تھے اور نہ ہی آخر قرأت میں۔

حدیث نمبر ۱۶

ابن ابی شیبہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

عَنْ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ يُخْفِي بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالْأَسْتِغَاثَةَ  
 وَرَبَّنَا لَكَ الْخُصْدُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ "بسم اللہ الرحمن الرحيم"، "اعوذ باللہ من الشیطن  
 الرجیم" اور "ربنا لک الخصد" آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۷

امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ أَرَفُ "يُخْفِيهِنَ الْأَصَامُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَشَبَّحَكَ اللَّهُمَّ  
 وَتَعَوَّذُ وَأَمِينُ."

آپ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو امام آہستہ کہے



- ۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
- ۲۔ اِنِّیْکَ اَلْحَمْدُ
- ۳۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
- ۴۔ آمین

حدیث نمبر ۱۹۵۱۸

مسلم و بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔  
قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَمْتِعُ الصَّلَاةَ بِالْكَبِيرِ وَالْمَرَاةَ  
بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ

فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تکبیر سے نماز شروع فرماتے اور قرأت "الحمد لله رب العالمين" سے شروع فرماتے۔

حدیث نمبر ۲۰

عبدالرزاق نے ابوفاختہ سے روایت کی۔

اِنْ عَلِيًّا كَانَ لَا يَجْهَرُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَكَانَ يَجْهَرُ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ

نبی شک حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو عرض کی  
پڑھتے تھے۔ جبکہ "الحمد لله رب العالمين" بلند آواز سے ہی پڑھتے تھے۔

### عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہ ہے کہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" آہستہ پڑھی جائے۔ کیونکہ بسم  
اللہ شریف کسی سورۃ کا جز نہیں۔ صرف سورتوں میں فصل کرنے کیلئے لکھی گئی ہے۔ تو جب بسم

اللہ شریف کسی سورۃ کا جز ہی نہیں تو (نماز میں) اونچی آواز سے پڑھنے پر سورۃ کا جز  
معلوم ہوگی۔ جو کہ درست نہیں۔ اور پھر اس طرح ان احادیث پر بھی عمل نہیں ہوتا کہ جن  
سورۃ آہستہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ جو اچھا کام بسم اللہ شریف سے شروع نہ ہو وہ ناقص  
ہوتا ہے۔ تو وہابی صاحب اہم کتب اس کا انکار کر رہے ہیں؟ ہمارا موقف یہ ہے کہ بسم اللہ  
شریف ضرور پڑھی جائے۔۔۔۔۔ مگر آہستہ۔ جس طرح تعوذ آہستہ پڑھتے ہیں۔ کیونکہ تعوذ بھی  
سورۃ کا جز نہیں۔

### اعتراضات و جوابات

اعتراض نمبر ۱

بسم اللہ شریف تو ہر سورۃ کا جز ہے۔ اگر جز نہ ہوتی تو قرآن پاک میں ہر سورۃ کے  
ساتھ نہ لکھی ہوتی۔

جواب:

اگر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہر سورۃ کا جز ہوتی تو سورۃ سے علیحدہ لمبے حروف  
میں نہ لکھی ہوتی۔ بلکہ جو انداز دوسری آیتوں کے لکھنے کا ہوتا ہے اس کے مطابق ہی لکھی  
ہوتی۔ بخاری شریف باب کیف بدء الوحي میں ہے سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی کہ  
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو عرض کی  
افراء۔ پڑھیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مَا أَلَا بِفَارِغِي۔ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔  
پھر عرض کیا کہ افسراء۔ حضور ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ آخر میں عرض کیا۔ افسراء  
بالله ربك اذنني خلق۔ اپنے رب کے نام سے پڑھیے کہ جس نے ہر کسی کو تخلیق کیا۔  
غرضیکہ پوری وحی میں بسم اللہ شریف کا ذکر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورتوں سے اول



”بسم الله الرحمن الرحيم“ نازل نہیں ہوئی۔ اگر جبرائیل علیہ السلام نے پڑھی ہے تو باعث برکت پڑھی ہے۔

اعتراض نمبر ۲

ترمذی شریف میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قنابن شکان السبیؓ یفتیح مسلوٰتہ ببسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی نبی کریم ﷺ اپنی نماز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع فرماتے۔

جواب:

ترمذی شریف میں اسی حدیث کے آگے یہ ہے۔ بن ابی خدیجہ لیس السنادہ بسند الیہ۔ یہ ایسی حدیث ہے کہ جس کی اسناد کچھ بھی نہیں۔ یعنی اس حدیث کا نہ سرا ہے نہ پتہ۔ تو قابل قبول کیسے ہو سکتی ہے؟

اعتراض نمبر ۳

طحاوی شریف نے حضرت عبد الرحمن ابن ابی زید سے روایت کی۔ صلیبت خلف عمرو فجهر ببسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھی اور میرے والدین بھی بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

جواب:

بخاری و مسلم کی بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خود حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بسم اللہ شریف آہستہ پڑھتے اور قرأت الحمد للہ سے شروع کرتے تھے۔ ان احادیث کثیرہ کے بالمقابل یہ حدیث شاذ ہے لہذا احادیث کثیرہ و مشہورہ کے مقابلے میں شاذ حدیث قابل عمل نہیں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

ۛۛۛ

## مسئلہ 4

”اما کے پیچھے مقتدی کیلئے تلاوت قرآن پاک کرنا سخت منع ہے“ جبکہ غیر مقلد و باطنی مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس کی ممانعت پر قرآن پاک، احادیث شریفہ، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور عقلی دلائل بے شمار ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

## آیات بینات

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ.

(ترجمہ) اور جب قرآن پاک پڑھا جائے تو سنو اس کو اور خاموش ہو جاؤ

تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت ہے۔ ”جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرمان ہے کہ یہ آیت مقتدی کی قرأت امام سنی کے متعلق ہے۔“

تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں کو امام کے ساتھ قرآن پاک پڑھتے سنا۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کیا ابھی تک یہ وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کو سمجھو۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اول اسلام میں امام کے پیچھے مقتدی قرأت کرتے تھے، پھر آیت مذکورہ کے بعد امام کے پیچھے قرأت منسوخ ہو گئی۔



## احادیث مبارکہ

حدیث نمبر ۱

مسلم شریف باب جود التلاوة میں عطاء بن یسار سے مروی ہے۔

اَنَّ سَالِ ذَيْدَ ابْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ  
فَنِي شَيْءٌ۔

ترجمہ

انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ سے امام کے ساتھ  
قرأت کرنے کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ قرأت بالکل  
جائز نہیں۔

حدیث نمبر ۲

مسلم شریف باب التثبہد میں ہے۔

فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَحَدَّثْتُ ابْنَ مُزَيْنَةَ فَقَالَ هُوَ صَحِيحٌ "يَعْنِي وَإِذَا قَرَأَ الْخ  
فَانصَتُوا۔

ترجمہ

اس سے ابو بکر نے پوچھا کہ ابو مزینہ کی حدیث کیسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ  
بالکل صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

حدیث نمبر ۳

ترمذی شریف نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

مَنْ صَلَّي رُكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ مِنْهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يَصِلْ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَزًا  
الْإِمَامِ هَذَا حَدِيثٌ "حَسَنٌ" صَحِيحٌ۔

ترجمہ

جو کوئی (اکیسے) نماز پڑھے (اور) اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے (تو) اس نے نماز

نہیں پڑھی، مگر یہ کہ (اگر) امام کے پیچھے ہو (تو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے) یہ حدیث  
حسن صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۴

نسائی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْمًا جَعَلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتِمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ  
فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَانصِتُوا۔

ترجمہ

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی  
جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب وہ قرأت کرے، تو تم  
خاموش رہو۔

حدیث نمبر ۵

طحاوی شریف نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ "فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ"۔

ترجمہ

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جس کا کوئی امام ہو تو امام کی تلاوت ہی اس کی تلاوت ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۶۶

امام محمد نے موطا شریف میں امام ابو حنیفہ، عن موسیٰ ابن عائشہ، عن عبد اللہ ابن

شدار، عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ "فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ"  
قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ صَنِيعٍ وَابْنُ الْهَيْثَمِ هَذَا لَأَسْنَدٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ  
الْمُتَّخِذِينَ۔

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کا امام ہو، تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت



ہے۔ محمد ابن مثنیٰ اور امام ابن ہمام نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہیں مسلم و بخاری کی شرط پر۔  
نوٹ: یہ حدیث امام احمد، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی نے بھی روایت کی۔ (بحوالہ صحیح البخاری)۔  
حدیث نمبر ۱۱

طحاوی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ اللَّهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ بَوَاجِهِهِ فَقَالَ أَتَشْرُونُونَ الْإِمَامَ يَشْرُوهُ فَسَكَنُوا  
ثَلَاثًا فَقَالُوا إِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا.

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ نے نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کیا تم امام کی قرأت کی حالت میں تلاوت کرتے ہو.....؟ صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہے۔ حضور ﷺ نے تین بار یہی سوال دہرایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اِنَّا لَنَفْعَلُ ہاں سرکار! ہم نے ایسا ہی کیا ہے۔ یعنی امام کی تلاوت کے ساتھ تلاوت کی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لَا تَفْعَلُوا آئندہ ایسا نہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۲

طحاوی شریف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔  
مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَيْسَ عَلَى صَلَوةٍ.

ترجمہ

جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، وہ دین فطرت پر نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳

دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اِنَّهُ قَالَ قَالَ دَجَلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَرُّ خَلْفَ الْإِمَامِ أَوْ انْصَلَبْتَ  
قَالَ بَلْ انْصَلَبْتَ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ.

ایک شخص نے حضور انور ﷺ سے سوال کیا۔ آیا کہ میں امام کے پیچھے تلاوت کروں یا خاموش رہوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا بَلْ انْصَلَبْتَ بلکہ خاموش رہ۔ کیونکہ تیرے لئے امام ہی کافی ہے۔

حدیث نمبر ۱۴

دارقطنی نے حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ.

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے تلاوت جائز نہیں۔

حدیث نمبر ۱۵

بیہقی نے قرأت کی بحث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ صَلَوةٍ يُشْرُو فِيهَا بِأَمِّ الْكِتَابِ فَهِيَ  
مَذَاجٌ "الْأُضْلُوةُ خَلْفَ الْإِمَامِ".

ترجمہ

فرمایا نبی کریم ﷺ نے ہر وہ نماز کہ جس میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاوے ناقص ہے۔

سوائے اس نماز کے کہ جو امام کے پیچھے ہو۔

حدیث نمبر ۱۶ تا ۱۷

امام محمد نے اپنی مؤطا میں اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ لَيْتَ مَنَ فَمِ الَّذِي يُشْرُو خَلْفَ الْإِمَامِ حُجَّوًا.

فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، کاش! اُس کے منہ میں پتھر ہو۔

(تا کہ وہ خاموش رہے)



امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، جابر بن عباس، جابر بن عبداللہ، حضرت علقمہ، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عمر و غیرہم سے مکمل اسنادوں کے ساتھ روایات پیش کیں۔ کہ یہ تمام حضرت امام کے پیچھے قرأت کے سخت خلاف ہیں۔ ان میں سے کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں آگ ہو کوئی فرماتے ہیں کہ اس کے منہ میں پتھر ہو کوئی فرماتے ہیں کہ وہ فطرت کے خلاف ہے۔ ان تمام کو یہاں نقل کرنا دشوار ہے۔

### عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے۔ کیونکہ عام دستور ہے کہ جب شاہی دربار میں عوام الناس کا کوئی وفد جاتا ہے، تو آداب سبھی بجالاتے ہیں، مگر عرض معروض سب نہیں کر سکتے۔ سب کی طرف سے گزارشات وہی پیش کر سکتا ہے۔ کہ جو ان سب میں اہم، لیڈر اور نمائندہ ہو۔ جبکہ باقی سب خاموش رہیں گے۔ ایسے ہی باجماعت نمازی حضرات رب تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ عالی شان میں وفد کی شکل میں حاضر ہوتے ہیں، تو تکبیر، تسبیح، ثنا، تشہد وغیرہ کی صورت میں دربار شاہی کے آداب اور سلامی بخیر، سبھی بجا لائیں، مگر تلاوت جو کہ عرض معروض ہے وہ صرف سب کا نمائندہ یعنی امام ہی کرے گا۔

### اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر ۱

مسلم و بخاری میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ اس کی نمازی نہیں جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ (یہ وہابیوں کا مشہور اعتراض ہے)

یہ حدیث امام مسلم نے اس طرح نقل فرمائی۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ۔ اس کی نمازی نہیں جو فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ نہ پڑھے۔ اور مؤطا امام احمد میں یہ حدیث اس طرح ہے۔ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالسُّورَةِ نَمَازِیْنِ ہوتی ہے سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ ملانے سے۔ اب احمدیٹ، غیر مقلد وہابیوں کو چاہیے کہ وہ سورۃ فاتحہ کو بھی فرض جانیں اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ ملانا بھی فرض جانیں۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ لوگ بعض حدیثوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ اس کا علمی اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے ایسے معنی کرنے چاہئیں کہ جس سے قرآن و حدیث میں تعارض نہ رہے۔ چنانچہ علماء فرماتے ہیں۔ لَا صَلَوةَ الْخِ میں لائق جنس کا ہے۔ جس کا اسم تو ہے "صلوۃ"۔ جبکہ خبر پوشیدہ ہے۔ یعنی "کامل"۔ تو معنی یہ ہوئے کہ نماز بغیر سورۃ کامل نہیں ہوتی..... جس طرح فرمایا گیا ہے لَا صَلَوةَ إِلَّا بِحُضُودِ الْقَلْبِ۔ اس لا سے کمال نماز کی نفی ہے۔ ایسے ہی یہاں۔ لَمْ يَقْرَأْ قِرَاءَةً۔ حکمی و حقیقی دونوں کو شامل ہے۔ کہ امام اور اکیلے نمازی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا حقیقتاً واجب ہے۔ اور مقتدی پر حکماً۔ کیونکہ امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ۔ لہٰذا امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

اعتراض نمبر ۲

اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل یہ بھی ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے۔ امام ترمذی اس حدیث عبادہ بن مسامت کے ماتحت فرماتے ہیں امام کے پیچھے قرأت کرنے کے متعلق اکثر صحابہ و تابعین کا اس حدیث عبادہ پر عمل ہے تو جب اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل اس حدیث پر ہے تو معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ ضروری ہے۔

جواب:

امام ترمذی کا یہاں اکثر فرمانا اضافی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ زیادہ صحابہ۔ تو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے، کم نہ پڑھتے تھے۔ بلکہ یہاں اکثر بمعنی چند اور



متعدد ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد گرامی ہے۔ "وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ" (ترجمہ) ان میں سے بہت سے ہدایت پر تھے اور بہت سے گمراہی پر تھے۔ یعنی چند ہدایت پر تھے اور چند گمراہی پر تھے۔ حق یہ ہے کہ زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قراءۃ خلف الامام کے خلاف تھے۔

### اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

- ۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کی نماز نہیں۔
- ۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کا منہ آگ سے بھر جائے۔
- ۳۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کے منہ میں بدبو بھر جائے۔
- ۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور
- ۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں خاک ہو۔
- ۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، وہ فطرت پر نہیں۔
- ۷۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کی نماز نہیں۔
- ۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کے منہ میں پتھر ہو۔
- ۹۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ انکارے ہوں۔

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہ صرف خود امام کے پیچھے تلاوت نہ کرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی سختی سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام کی تلاوت ہی کافی ہے۔

یہ تمام روایات طحاوی شریف اور صحیح البیہاری میں موجود ہیں چند روایات بطور نمونہ پیش کر دی ہیں ورنہ ۸۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وہ حضرت امام کے پیچھے قرأت سے سخت منع کرتے تھے۔

### غیر مقلدین سے ہمارے سوالات

#### سوال نمبر ۱

نماز میں جیسے سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔ ایسے ہی دوسری سورۃ ملانی بھی ضروری ہے مسلم شریف میں ہے۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأَمِّ الْفَرْقَانِ فَضَاعِلًا۔ اس کی نماز نہیں، جو سورۃ فاتحہ اور کچھ زیادہ (یعنی دوسری سورۃ) نہ پڑھے۔ غیر مقلد روایاتی بھی مانتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے دوسری سورۃ نہ پڑھے۔ تو چاہیے کہ سورۃ فاتحہ بھی نہ پڑھی جائے۔ کیونکہ جیسے دوسری سورۃ کیلئے امام کی قرأت کافی ہے۔ ایسے ہی سورۃ فاتحہ کیلئے بھی امام کی قرأت ہی کافی ہونی چاہیے۔

#### سوال نمبر ۲

جو کوئی رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے، اسے رکعت مل جاتی ہے۔ اگر مقتدی پڑھے سورۃ فاتحہ پڑھنی لازم ہوتی، تو اسے رکعت نہ ملنی چاہیے تھی۔

#### سوال نمبر ۳

مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ کی قرأت اور آمین کہنی ضروری ہو، تو غیر مقلد روایاتی بتائے کہ اگر امام مقتدی سے پہلے سورۃ فاتحہ پڑھے اور مقتدی سورۃ فاتحہ کے سچ میں ہو، تو کیا



مقتدی اپنی سورۃ فاتحہ ختم کر کے آمین کہے گا یا نہیں؟ جبکہ

”ندو مرتبہ آمین کہنا جائز ہے، اور نہ ہی سورۃ فاتحہ کے سچ میں آمین کہنا جائز ہے“

سوال نمبر ۴

اگر مقتدی نے ابھی سورۃ فاتحہ ختم نہ کی ہو اور امام رکوع میں چلا جائے تو وہابی یہ بتائے کہ یہ مقتدی آدھی سورۃ فاتحہ چھوڑ دے گا اور امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے گا رکوع چھوڑ کر سورۃ فاتحہ مکمل کرے گا؟

چیلنج

مشرق مغرب کے علمائے حدیث کیلئے اعلان عام ہے کہ ان چار سوالوں کے جوابات دیں، مگر شرط یہ ہے کہ حدیث صریح سے دیں، محض اپنی رائے شریف استعمال نہ کریں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ انشاء اللہ نہ دے سکیں گے۔ چنانچہ ہم ان بھولے بھنگے ہوؤں سے صرف اتنا کہتے ہیں کہ ضد چھوڑ دیں قرآن و احادیث پر عمل کریں اور مذہب حق کی صداقت کو تسلیم کرتے ہوئے امام کے پیچھے قرأت نہ کیا کریں۔ (جاء الحق حصہ دوم)

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

۳۷

## مسئلہ 5

”ہر نمازی کیلئے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد نماز جہری ہو یا ستری آمین آہستہ کہنا سنت ہے“

مگر غیر مقلد وہابی جہری نماز میں خواہ امام ہو یا مقتدی بلند آواز سے چیخ چیخ کر آمین کہتا ہے۔ جو کہ خلاف سنت ہے۔ چنانچہ آمین آہستہ کہنے کے دائر میں گلدستہ احادیث پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۸۲۱

بخاری، مسلم، احمد، مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الْأَمَامُ قَامُوا فَاثْنَا مِنْ وَاقِفٍ ثَامِيْنَةُ ثَامِيْنِ الْمَلِيْعَةِ غَمَزَتْهُ مَائِقْدَمُ مِنْ ذَنْبِهِ. (رواه البخاری و مسلم و احمد و مالک و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ)

ترجمہ

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب امام آمین کہے، تو تم بھی آمین کہو۔ (کیونکہ) جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے۔

تشریح حدیث

اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی معافی اس نمازی کیلئے ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی۔ جبکہ فرشتے ایسی آہستہ آمین کہتے ہیں کہ آج تک ان کی آمین کسی نے نہیں سنی۔ اگر کسی وہابی نے فرشتوں کی آمین سنی ہے تو بتائے۔ چنانچہ جو وہابی چیخ چیخ کر







والا الضالین پڑھا، تو فرمایا آمین، اور اپنی آواز آہستہ رکھی۔

نوٹ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنانی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۲۲

طبرانی نے تہذیب الآثار میں اور طحاوی نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کی۔  
 قَالَ لَمْ يَكُنْ عَصْرَ وَعَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَجْهَرَانِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ  
 الرَّحِيمِ وَلَا بِآمِينَ۔

ترجمہ

حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما نہ تو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ اونچی آواز سے  
 پڑھتے تھے اور نہ ہی ”آمین“ اونچی آواز سے کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۳

یعنی شرح ہدایہ نے حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَخْفِى الْأَمَامُ أَرْبَعًا أَنْتَعُوذُ  
 وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَآمِينَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

ترجمہ

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ چار چیزیں امام آہستہ کہے

۱۔ اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

۲۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۳۔ آمِينَ

۴۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

حدیث نمبر ۲۵

یعنی نے حضرت ابو وائلؓ سے روایت کی، کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔

يَخْفِى الْأَمَامُ أَرْبَعًا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَاللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ  
 وَالنُّعُودُ وَالنَّشْهُدُ۔

امام چار چیزیں آہستہ کہے۔

۱۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

۳۔ اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

۴۔ تَشْهَدُ

حدیث نمبر ۲۶

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آثار میں اور عبدالرزاق علیہ الرحمۃ نے اپنی مصنف میں  
 یہ حدیث بیان کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت مہاکوتہؒ نے انہوں نے حضرت  
 ابراہیمؒ سے روایت کی۔

قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ يَخْفِى الْأَمَامُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ  
 وَتَعُوذُ وَآمِينَ

ترجمہ

آپ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو امام آہستہ کہے

۱۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

۳۔ اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

۴۔ آمِينَ

(ماخوذ از جامع الحق حصہ دوم مصنف مفتی احمد یار خان نور اللہ مرقدہ)

### عقلی تقاضہ

عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے۔ کیونکہ حفظ آمین قرآن پاک کی



کوئی آیت یا کلمہ نہیں ہے۔ نہ تو اسے حضرت جبرائیل علیہ السلام لیکر آئے ہیں اور نہ ہی قرآن پاک میں لکھی گئی ہے۔ آمین، محض دعا اور ذکر ہے۔ لہذا جیسے ثناء، تعویذ، تسبیح، التَّحِيَّاتِ، تسبیحات اور دعائے ماثورہ سب آہستہ پڑھی جاتی ہیں۔ ایسے ہی آمین بھی آہستہ ہی کہنی چاہیے۔

اعتراضات و جوابات

اعتراف ضم ضمیر

ترمذی شریف میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ  
اَقْرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ وَقَالَ اَبِيْن وَتَذِيْبُهَا صَوْنُهُ مِثْلُ نَبِيٍّ پَاک  
رضی اللہ عنہ کو سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا، اور آئین کہا، اور اپنی آواز کو  
اس پر بلند فرمایا۔ معلوم ہوا کہ آئین بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔

جواب:

دوبائی صاحب! آپ نے ترجمہ غلط کیا۔ اس میں مذ کا لفظ ارشاد ہوا ہے۔ اور مذ  
 ”مذ“ سے بنا ہے۔ جس کے معنی آواز بلند کرنا نہیں بلکہ کھینچنا ہے۔ کہ حضور اقدس ﷺ نے  
 ”آمین“ بروزن کریم قصر نہیں پڑھی۔ بلکہ بروزن تالین الف اور میم خوب کھینچ کر پڑھی۔

اعتراف خمس نمبر ۲

اسن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ آئین فرماتے۔ یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے اور مسجد گونج اٹھتی۔

1512

اس حدیث میں مسجد کے گونج جانے کا ذکر ہے۔ حالانکہ گنبد والی مسجد میں گونج پیدا ہوتی ہے نہ کہ چھپر والی مسجد میں۔ حضور اکرم ﷺ کی مسجد شریف آپ کے زمانہ نبوت میں

مردہ کی چھیر والی تھی۔ وہاں گونج پیدا ہوئی نہیں سکتی۔ آج وہابی غیر متفکر کسی چھیر والی ہوگی  
مسجد میں یا کسی پتے گھر میں شور مچا کر گونج پیدا کر کے دکھا دیں، انشاء اللہ تعالیٰ وہ پیچھے پیچھے  
مر جائیں گے، لیکن گونج پیدا نہ کر سکیں گے۔

دوسرا یہ کہ: ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں نماز کا ذکر نہیں، صرف حضور ﷺ کی قرائت کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ خارجی قرائت کا ذکر فرمایا گیا ہو۔

تیسرا یہ کہ آئین بائگی والی حدشیں قیاس شرعی کے موافق ہیں۔ اور جہری والی حدشیں اس کے خلاف ہیں۔ لہذا آہستہ آہستہ آئین والی حدشیں قابل عمل ہیں۔ اور اس کے خلاف والی حدشیں قابل ترک ہیں۔

چوتھا یہ کہ 'جہری آمین' والی حدیثیں قرآن پاک سے اور ان احادیث سے جو آمین بالکھن پر پیش کی گئیں، سے منسوخ ہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام ؓ ہمیشہ آمین آہستہ کہتے تھے۔ اسی کا حکم دیتے تھے۔ اور زور سے آمین نہیں کہتے تھے۔

جہانگیر

غیر مقلدین کے پاس ایسی کوئی حدیث صحیح مرفوع موجود نہیں کہ جس میں نماز کے اندر آمین بالجہر کی تصریح ہو۔ ایسی صحیح حدیث نہ ملی ہے اور نہ ملے گی۔ چنانچہ وہابیوں کو چاہیے کہ ضد چھوڑ دیں اور آمین بالخفی کہا کریں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾



## مسئلہ 6

”رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت یدین کرنا، مکروہ اور خلاف

سنت ہے۔“

ملک و باہلی غیر مقلدین..... ان دونوں وقتوں میں رفع یدین کرتے ہیں اور رفع یدین کرنے پر زور دیتے ہیں۔ رفع یدین نہ کرنے کے متعلق احادیث کا گلدستہ پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۱۲۱

ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال قال ابن مسعود رضي الله عنه الا أصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلتي ولم يرفع يديه الأمرة واحدة مع تكبير الافتتاح وقال الترمذي حديث ابن مسعود حديث حسن.

ترجمہ

ایک وفد ہم سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھوں؟ آپ نے نماز پڑھی، تو اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ فرمایا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے۔

حدیث نمبر ۵

ابن شیبہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال كان النبي ﷺ إذا فتحت الصلاة رفع يديه ثم لا يرفعهما حتى يضرع.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک

اٹھاتے، پھر نماز ختم ہونے تک ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۶

ابوداؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال رأيت رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حين افتتح الصلاة ثم لم يرفعهما حتى انصرف.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی تو دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث نمبر ۷

طحاوی شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه في أول تكبيرة ثم لا يرفع.

ترجمہ

وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے، (اور) پھر ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۸

حاکم و بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ ترفع الأيدي في سبع مواطن عند افتتاح الصلاة واستقبال البيت والصفاء والمروة والموقفين والجمرتين.

ترجمہ

راوی بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات جگہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ نماز شروع کرتے وقت، کعبہ شریف کے سامنے منہ کرتے وقت، صفا اور مروہ کے پہاڑ پر، دونوں موقف یعنی منا اور مزدلفہ میں، اور جمرہوں کے سامنے۔



یہی حدیث بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے، بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور بخاری نے کتاب المغزو میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کچھ فرق کے ساتھ بیان کی۔

حدیث نمبر ۱۵

امام طحاوی نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے ابراہیم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ شروع نماز میں اور رکوع میں جاتے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے تو آپ نے فرمایا۔

اِنْ كَانَ وَائِلٌ رَاَهُ مَرَّةً يَطْعُلُ ذَالِكَ فَتُذَوِّدُ عَبْدَ اللَّهِ حَسْبَيْنِ مَرَّةً لَا يَطْعُلُ ذَالِكَ.

ترجمہ

اگر وائل رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین نہ کرتے ہوئے پچاس مرتبہ دیکھا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶ تا ۱۷

طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد سے روایت کی۔

قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَذِيهِ الْأَوَّلُ تَكْبِيرَةَ الْأَوَّلَى

مجاہد نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے آخر نماز تک سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۸

یعنی شرح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ أَسْهُ مِنْ

الرُّكُوعِ وَعِنْدَ أَسْهُ مِنْ الرُّكُوعِ فَقَالَ لَهُ لَا تَطْعُلُ قَائِلُهُ شَيْءٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمْ تَرَكَا.

ترجمہ

آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا، تو آپ نے اس کو منع کراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ بے شک یہ ایسا عمل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کرتے تھے، پھر (بعد میں) اس کو ترک فرما دیا۔

سبق:

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین منسوخ ہے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین ثابت ہے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا پہلا فعل ہے کہ جو بعد میں منسوخ کیا گیا۔

حدیث نمبر ۲۱

طحاوی شریف نے حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَتِهِ كَمْ لَا يَفْعُلُ وَقَالَ حَدِيثٌ "صَحِيحٌ".

ترجمہ

حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے، پھر ہاتھ نہ اٹھائے۔ امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۲۲

ابوداؤد شریف میں حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حَدَّثَنَا سَفْيَانُ اسْتَدَاهُ بِهَذَا قَالَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَرَّةً وَاحِدَةً.



ترجمہ

حضرت سفیان رحمہ اللہ اسی اسناد سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے پہلی بار ہاتھ اٹھائے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھائے، یعنی اس کے بعد دوبارہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث نمبر ۲۳

دارقطنی نے حضرت براء بن عازب رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اِنَّهٗ زَاى النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی حَاذِیْ جُہُوہَا اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَمْ یَعْزِذْ لِی شَیْءٍ مِّنْ ذٰلِکَ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ صَلٰوَتِہٖ۔

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رحمہ اللہ نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا۔ جب حضور انور ﷺ نے نماز شروع کی تو ہاتھ اتنے بلند کیے کہ کانوں کے مقابل ہو گئے۔ (اور) پھر دوبارہ نہ اٹھائے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۲۳

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اِنَّہٗ قَالَ لَا تَرْفَعُ الْاَیْدِیَ فِی شَیْءٍ مِّنْ صَلٰوَتِکَ بَعْدَ الْمَرَّةِ الْاُولٰی۔

ترجمہ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھوں کو نماز میں پہلی بار کے سوا کسی بھی مقام میں نہ اٹھاؤ۔

حدیث نمبر ۲۵

ابوداؤد نے براء بن عازب رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ اُذُنَہٗ ثُمَّ لَا یَعُوْذُ۔

ترجمہ

بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ کانوں کے قریب تک لے جاتے اور پھر (ہاتھ) نہ اٹھاتے۔

نوٹ: احادیث کی معتبر کتب کی روایت کردہ یہ ۲۵ احادیث کا خوبصورت گلدستہ رفع یدین نہ کرنے کے ثبوت میں "جاء الحق حصہ دوم" کے حوالہ سے پیش کیا گیا۔

### عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ بوقت رکوع رفع یدین نہ ہو۔ کیونکہ رفع یدین حضرات صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین رحمہ اللہ کے عمل کے خلاف تو ہے ہی عقل شرعی کے بھی خلاف ہے۔ جن روایات میں رفع یدین کا ذکر آیا ہے۔ وہ تمام روایات منسوخ ہیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا۔ تو آپ ﷺ نے اس کو منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّہٗ شَیْءٌ "فَعَلَّہُ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ ثُمَّ حَزَنَہُ بَشَکَہُ" یہ ایسا عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا، پھر اسے چھوڑ دیا۔ لہذا وہ تمام روایات جو رفع یدین کے بارے میں ہیں، منسوخ ہیں یا ناقابل عمل ہیں۔ ان کو قابل عمل ماننے سے احادیث میں سخت تعارض آچکا۔

اور یہ کہ نماز میں سکون و اطمینان چاہیے تو رفع یدین نہ کیا جائے۔ کیونکہ بلا ضرورت اور بار بار رفع یدین ایسی حرکت ہے کہ جو نماز میں خلل ڈالتی ہے۔ ان باتوں کو نہ نظر رکھا جائے تو عقل کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ رفع یدین نہ کرنے کی احادیث پر عمل کیا جائے۔



## اعتراضات و جوابات

اس باب میں زیادہ اعتراضات اور ان کے جوابات پیش کرنے کی گنجائش نہیں، اس لئے غیر مقلدین کے چند مشہور اعتراضات اور پھر ان کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱

ابوداؤد، ترمذی، دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوجہاد ساعدی سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ جس میں رفع یدین کرنے کے بارے میں یہ عبارت ہے۔ ثُمَّ يَسْكَبُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُخَاذِيَ بِيَهْمَا مَنْكَبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ وَيَضَعُ رَاكِبَتَيْهِ عَلَى رَاكِبَتَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُخَاذِيَ بِيَهْمَا مَنْكَبَيْهِ (ترجمہ) پھر آپ ﷺ تکبیر کہتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ اٹھاتے کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر اپنے سر اٹھاتے۔ پھر سمیع اللہ لمن حمده کہتے۔ پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ ابوجہاد ساعدی نے جماعت صحابہ ﷺ میں یہ حدیث بیان کی۔ جس میں بوقت رکوع رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ اور صحابہ ﷺ نے اس کی تصدیق کی۔ معلوم ہوا کہ رفع یدین حضور اکرم ﷺ کا فعل ہے۔ لہذا ہمیں بھی کرنا چاہیے۔

نوٹ: یہ اعتراض وہابیوں، غیر مقلدوں کا چوٹی کا اعتراض ہے۔ اور بہت بڑی دلیل ہے اور اس پر انہیں بہت ناز ہے۔

جواب:

بحوالہ جاء الحق حصہ دوم اس کے چند جواب، ملاحظہ ہوں۔

۱۔ یہ کہ یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے قابل عمل نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کی اسناد ابوداؤد وغیرہ میں اس طرح ہے۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهَمَّ أَحَدُ

احمد قال حدثنا عبد الحميد يعني ابن جعفر اخبرني محمد ابن عمر ابن عطاء قال سمعت ابا حميد الساعدي۔ ہم سے یہ حدیث مسدد نے بیان کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں یحییٰ نے حدیث سنائی۔ احمد نے کہا کہ ہمیں عبد الحمید ابن جعفر نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد ابن عمر ابن عطاء نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجہاد ساعدی سے اس صحابہ کرام ﷺ کی جماعت میں سنا۔

ان راویان حدیث میں سے عبد الحمید ابن جعفر سخت مجروح اور ضعیف ہے (طحاوی)۔ دوسرے محمد ابن عمر ابن عطاء نے ابوجہاد ساعدی سے ملاقات کی ہی نہیں اور یہ کہہ دیا کہ میں نے ان سے سنا ہے۔ جو کہ غلط ہے۔ ملاقات کے بغیر سننے کا دعویٰ کیسا؟ درمیان میں کوئی راوی چھوٹ گیا جو مہبول ہے (بحوالہ طحاوی)

۲۔ یہ کہ یہ حدیث وہابی غیر مقلد کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ بھی ہے۔ ثُمَّ إِذَا قَامَ بَيْنَ الرُّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُخَاذِيَ بِيَهْمَا مَنْكَبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ۔ پھر جب آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے اور ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل لے جاتے۔ جیسا کہ نماز کے شروع میں اٹھاتے۔

میں ان وہابیوں سے پوچھتا ہوں کہ اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے تھے اور ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یعنی رفع یدین کرتے تھے۔ مگر آپ لوگ دو رکعتوں کے بعد اٹھ کر رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

۳۔ یہ کہ ابوجہاد ساعدی نے جب یہ حدیث صحابہ کرام ﷺ کے مجمع میں سنائی۔ تو صحابہ کرام ﷺ نے فرمایا جو کہ ابوداؤد میں ہے۔ قَالُوا أَفَلَمْ يَقُولِ اللَّهُ مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِ نَأْيَةٍ فَتُبْعُهُ وَأَقْدَمْنَا لَهُ صُخْرِيَةً قَالَ نَعْلَى۔ صحابہ کرام ﷺ نے فرمایا کہ تم ہم سے زیادہ حضور نبی کریم ﷺ کی نماز سے کیسے واقف ہو گئے۔ جبکہ نہ تو تم ہم سے زیادہ حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہو، اور نہ ہی ہم سے پہلے صحابی بنے ہو۔ تو ابوجہاد ساعدی بولے کہ



بے شک ہے تو ایسا ہی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابو حمید ساعدی نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں زیادہ فقیہ اور عالم ہیں، اور نہ ہی انہیں حضور ﷺ کی صحبت زیادہ میسر ہوئی ہے۔ ان کے بالمقابل سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے فقیہ عالم صحابی ہیں۔ اور نہ ہی یہ کی طرح حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ جب وہ رفع یدین کے خلاف روایت کرتے ہیں، تو یقیناً ان کی روایت ابو حمید ساعدی کی روایت کے مقابلے میں زیادہ معتبر ہے (جیسا کہ تعارض احادیث کا حکم ہے)۔ لہذا وہابیوں کی پیش کردہ حدیث بالکل ناقابل عمل ہے۔

۴۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی نے یہ نہیں بتایا کہ حضور ﷺ نے آخر حیات مبارکہ میں بھی رفع یدین فرمایا کہ نہیں اور پھر کب تک رفع یدین فرمایا۔ لہذا یہ حدیث ان احادیث سے کہ جن میں رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے منسوخ ہے۔ اور جن حدیثوں میں رفع یدین کا ذکر ہے، ان کا مطلب ہے کہ ایک زمانہ میں حضور ﷺ ایسا کرتے تھے مگر اب وہ احادیث بالکل عمل نہیں ہیں۔

۵۔ یہ کہ وہابیوں کی پیش کردہ یہ روایت قیاس شرعی کے خلاف بھی ہے، لہذا واجب الترتیب ہے۔ جبکہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت قیاس شرعی کے مطابق ہے، لہذا واجب العمل ہے۔ کیونکہ احادیث میں جب تعارض ہو، تو قیاس شرعی کو ترجیح ہوتی ہے۔ اس کی بہت مثالیں ہیں۔ منجملہ یہ کہ ایک حدیث میں آیا ہے *المَوْضُوءُ بِمَا دَسَّسَهُ السَّارُ* آگ کی بقی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا واجب ہے۔ جبکہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے کھانا تناول فرمایا اور وضو کے بغیر نماز پڑھی۔ یہاں دونوں حدیثوں میں تعارض آگیا تو پہلے حدیث چھوڑ دی گئی اور دوسری حدیث پر عمل ہوا۔ کیونکہ پہلی حدیث قیاس کے خلاف ہے اور دوسری حدیث قیاس کے مطابق۔ کہ دن رات ہم گرم پانی سے ہی وضو کرتے ہیں۔

۶۔ یہ کہ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ابو حمید ساعدی کی روایت کے خلاف

باب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت رفع یدین نہ کرنے پر عمل کرتی رہی۔ ان میں سے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت وائل رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت اسود رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سفیان رضی اللہ عنہ، جیسے جلی القدر صحابہ نے جماعت رفع یدین پر احادیث بیان فرمائیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں رفع یدین والی حدیث منسوخ ہے۔

۷۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی کی اس روایت میں عبدالحمید ابن جعفر اور محمد ابن عمر و ابن عطاء ایسے غیر معتبر راوی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ چنانچہ امام ماروی نے جوہر ترقی میں فرمایا کہ عبدالحمید مکر الحدیث ہیں۔ یہ امام ماروی وہ ہیں کہ جنہیں یحییٰ ابن سعید فرماتے ہیں۔ *هَذَا اسَاسُ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّيْءِ*۔ حدیث کے فن میں وہ لوگوں کے امام ہیں۔ اور دوسرا محمد ابن عمرو ایسا جھوٹا راوی ہے کہ اس کی ملاقات ابو حمید ساعدی سے ہرگز ہوئی ہی نہیں۔ مگر کہتا ہے کہ سننے میں نے ان سے سنا۔ ایسے جھوٹے آدمی کی روایت موضوع یا کم از کم مدلس ہے۔

نیز اس حدیث میں سخت اضطراب ہے۔ اسناد بھی مضطرب ہیں، اور متن بھی مضطرب ہے۔ چنانچہ ابن خالد نے جب یہ روایت کی، تو محمد ابن عمرو اور ابو حمید ساعدی کے درمیان ایک مجہول الحال راوی بیان کیا۔ لہذا یہ حدیث مجہول بھی ہے غرضیکہ اس حدیث میں بہت سے خرابیاں ہیں۔

یہ حدیث مکر بھی ہے۔ مضطرب بھی ہے۔ مدلس بھی ہے۔ موضوع بھی ہے۔ مجہول بھی ہے۔ (دیکھو یہی مقام حاشیہ ابو داؤد) ایسی روایت نام لینے کے بھی قابل نہیں۔ چہ جائیکہ اس سے دلیل پکڑی جائے۔

۸۔ یہ کہ امام بخاری نے بھی ابو حمید ساعدی کی روایت لی ہے۔ مگر نہ تو اس میں ایسے راوی ہیں، اور نہ ہی اس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔ (دیکھو مشکوٰۃ شریف باب *روية الصلوة*) اگر ان کی روایت کا ذکر درست ہوتا، تو امام بخاری ہرگز نہ چھوڑتے۔



خفی بھائیو!

رفع یدین غیر مقلد و ہابیوں کی چوٹی کا مسئلہ ہے۔ اور یہ حدیث (جس کے راوی ابو حمید ساعدی ہیں) ان کی مایہ ناز دلیل ہے۔ جو وہابیوں کے بچے بچے کو حفظ ہوتی ہے۔ عام خفی لوگ ان کی چرب زبانی سے خیال کرتے ہیں کہ ان کے دلائل بڑے مضبوط ہیں۔ الحمد للہ ان کی اس دلیل کے پرچے اڑ گئے۔ اب وہابیوں کو اپنی چرب زبانی سے باز آنا چاہیے۔

اعتراض نمبر ۲

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ خَتَمَ الْوُضُوْءِ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكْعَةِ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ۔ بیشک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ شریف کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ (اسی طرح) جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے اور پھر رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی ایسے ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہ حدیث مسلم و بخاری کی نہایت صحیح الاسناد ہے۔ جس سے رفع یدین ثابت ہوا۔

جواب:

اس حدیث میں یہ تو ذکر ہوا ہے کہ حضور اقدس ﷺ رفع یدین کرتے تھے۔ مگر یہ ذکر نہیں کہ کب تک کیا تھا۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ رفع یدین اسلام میں پہلے تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا چنانچہ اس حدیث میں اُسی منسوخ فعل شریف کا ذکر ہے۔ اس کی ناخ وہ احادیث ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ (جاء الحق حصہ دوم)

اس کے علاوہ بھی اعتراضات ہیں یہاں سب اعتراضات اور ان کے جوابات نقل کرنے کی گنجائش نہیں۔ وہابیوں کے سب اعتراضات مکڑی کے جالے کی مانند کمزور ہیں۔ مذہب خفی قوی ہے اور اس کے دلائل مضبوط سے مضبوط تر ہیں۔

رفعت یدین کے اس موضوع کو ہم مسلم شریف، جلد ۱، صفحہ ۱۸ کی اس حدیث پر ختم کرتے ہیں۔

حدیث:

عن جابر بن سمرہ قال خرج علينا رسول الله ﷺ فقال مالي اراكم رافعي ايديكم كما شأنا الذناب خيل نفس اسكنوا في الصلوة۔

ترجمہ:

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف آئے تو ارشاد فرمایا میں تمہیں سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے کیوں دیکھتا ہوں؟ نماز سکون سے پڑھا کرو۔

تنبیہ:

غیر مقلد و ہابیو!

اس سے بڑھ کر اور چھڑکی کی کیا ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کرنے کو گھوڑوں کی دموں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾



## مسئلہ 7

”وتر واجب ہے۔ اس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے۔ اور اس کی قضا لازم

ہے۔“

مگر غیر مقلد و بایوں کے نزدیک وتر واجب نہیں۔ بلکہ سنت غیر مؤکدہ یعنی نفل ہے۔ چنانچہ وتر واجب ہونے کے ثبوت میں اجماع و روایت رسول اللہ ﷺ کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۱۱

ابوداؤد، نسائی، اور ابن ماجہ نے حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ الوتر حقٌ على كل مسلم.

ترجمہ

فرماتے ہیں ۔۔۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر لازم ہیں۔

حدیث نمبر ۴

بزار نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ الوتر واجبٌ على كل مسلم.

ترجمہ

فرماتے ہیں ۔۔۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر واجب ہیں۔

حدیث نمبر ۲۱۳۵

ابوداؤد حاکم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الوتر حقٌ فمن لم يوتر فليس منا

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وتر لازم ہیں جو تر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث نمبر ۷

عبداللہ بن احمد نے عبدالرحمن ابن رافع توفی سے روایت کی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب شام میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ شامی لوگ وتر میں سستی کرتی ہیں، تو آپ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس بات کی شکایت کی اور پوچھا کہ شام کے لوگ وتر کیوں نہیں پڑھتے؟

فقال مفلوية اواجب ذالك عليهم قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ذادني ربى عز وجل صلوة هي الوتر فيما بين العشاء الى طلوع الفجر.

ترجمہ

تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کیا وتر واجب ہیں؟ معاذ بن جبل نے کہا ہاں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میرے رب عزوجل نے عشاء اور فجر کے درمیان ایک نماز دی ہے، جو کہ وتر ہے۔

حدیث نمبر ۸

ترمذی میں حضرت زید بن اسلم سے مرسل روایت ہے۔

قال رسول الله ﷺ من نام عن وتره فليصل اذا أصبح.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو وتر چھوڑ کر سو جائے، وہ صبح کے وقت اس کی قضا کرے۔

حدیث نمبر ۱۴۳۹

ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد، ابن حبان اور حاکم نے اپنی متدرک میں حضرت ابوالیوب



انصاری رحمہ اللہ سے روایت کی۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ شرط شیعین پر۔  
 قال قال رسول الله ﷺ: "الوتر حق" على كل مسلم.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ --- حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر لازم (واجب) ہے۔

یہ ۱۴ احادیث کا حسین گلدستہ بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ جبکہ وتر کے واجب ہونے کے ثبوت میں احادیث اس سے زیادہ ہیں۔

### خلاصہ کلام

۔۔۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ وتر کی نماز نفل نہیں واجب ہے۔ بلکہ وتر کی قضا بھی واجب ہے۔ کیونکہ سرگادو عالم رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے وتر رات کو رہ جائیں، تو وہ صبح اس کی قضا کرے۔ اور قضا تو صرف فرض و واجب کی ہوتی ہے نفل کی نہیں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

✕

## مسئلہ 8

”وتر کی تین رکعت ہیں۔ تین سے کم، یعنی ایک نہیں۔ اور تین سے زیادہ یعنی پانچ بھی نہیں۔“

مگر غیر مقلد و بالیٰ وتر کی ایک رکعت مانتے ہیں، اور ایک ہی پڑھتے ہیں۔ چنانچہ وتر کی تین رکعت ہونے کے ثبوت میں احادیث رسول اللہ ﷺ کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

”مگر قبول اقتداز ہے عز و شرف“

حدیث نمبر ۳۲۱

نسائی شریف، طحاوی، طبرانی نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔  
 قال قال رسول الله ﷺ: "يُوتَرُ بِثَلَاثٍ لَا يَسْلَمُ إِلَّا هُنَّ الْآخِرَى."

ترجمہ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، سلام نہیں کہتے تھے مگر آخر میں۔

حدیث نمبر ۱۶۵

دارقطنی اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال رسول الله ﷺ: "وَتَرُ اللَّيْلُ كَوَتَرُ النَّهَارِ صَلَوةُ الْمَغْرِبِ."

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے رات کے وتر تین ہیں۔ جیسے دن کے وتر یعنی نماز

مغرب (تین ہیں)۔

حدیث نمبر ۱۶۵



طحاوی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ.

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸

نسائی شریف نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ کہ ایک

رات میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا آپ رات کو بیدار ہوئے۔

مسواک کی وضو کیا، اور یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ وَالْمَیْمٰنِ فِیْ رُکُوْعٍ لِّرَبِّکَ اَعْلٰی وَاَنْتَ اَنْتَ اَعْلٰی۔ پھر نفل کی دو رکعتیں پڑھیں۔

فَنَامَ حَتّٰی سَمِعْتَ فَضْحَةً ثُمَّ قَامَ فَنَوَضَا اِسْتَاکَ ثُمَّ صَلَّى رُکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَامَ

فَنَوَضَا وَاِسْتَاکَ وَصَلَّى رُکْعَتَیْنِ وَاَوْتَرِ بِثَلَاثٍ۔

ترجمہ

پھر حضور اقدس ﷺ سو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز

سنی۔ پھر اٹھے اور مسواک کی۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اٹھے اور مع مسواک کے

وضو فرمایا اور دو رکعتیں پڑھیں اور تین رکعات وتر پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۹

ترمذی، نسائی، دارمی، ابن ماجہ اور ابن شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ

عنہما سے روایت کی۔

قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِی الْوُتْرِ بِسَبْعِ اَسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَ قُلْ یٰۤاٰیُّهَا

الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ هٰی رُکْعَةً هٰی رُکْعَةً۔

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وتر کی ایک ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ (یعنی

حج اسم ربک الاعلیٰ اور قل یا ایہا الکافرون اور قل هو اللہ احد پڑھتے۔

حدیث نمبر ۱۸۵۱۳

ترمذی شریف، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی اور امام احمد بن حنبل نے حضرت عبدالعزیز

بن جریج عبدالرحمن ابن ابی زری سے روایت کی۔

قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ بَاۤی شَىءٍ كَانَ يُؤْتِرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يُقْرَأُ

فِی الْاَوَّلِیِّ بِسَبْعِ اَسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَ فِی الثَّانِیَةِ قُلْ یٰۤاٰیُّهَا الْكَافِرُوْنَ

وَ فِی الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمَعُوْدَتِیْنِ۔

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور

اقدس ﷺ وتر میں کیا پڑھتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ وتر کی پہلی

رکعت میں "حج اسم ربک الاعلیٰ" دوسری میں "قل یا ایہا الکافرون" تیسری

میں "قل هو اللہ احد" اور "معوذتین" (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس)

پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۹

نسائی شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِی الْوُتْرِ بِسَبْعِ اَسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَ فِی

الرُّکْعَةِ الثَّانِیَةِ قُلْ یٰۤاٰیُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَ فِی الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

وَلَا یَسْلُمُ اِلَّا فِی الْاٰخِرِ هُنَّ۔

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں "حج اسم ربک

اعلیٰ" پڑھتے۔ دوسری میں "قل یا ایہا الکافرون" پڑھتے۔ تیسری

میں "قل هو اللہ احد" پڑھتے۔ اور سلام ان تین رکعتوں کے آخر میں

کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۰



ابن ابی شیبہ نے حضرت امام حسن ؑ سے روایت کی۔

قَالَ أَجْمَعُ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْوُتْرِ ثَلَاثٌ لَا يَسْلَمُ إِلَّا آخِرُ هُنَّ.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔ اس پر سارے مسلمان متفق ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ سلام پھیرے مگر آخر میں۔

حدیث نمبر ۲۱

عجاوی شریف نے حضرت ابو خالد سے روایت کی۔

قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوُتْرِ فَقَالَ عَلِمْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ

الْوُتْرَ مَثَلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ هَذَا وَلِزَ اللَّيْلِ وَهَذَا وَلِزَ النَّهَارِ.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔۔۔ میں نے ابو العالیہ سے وتر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔۔۔ ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ سے سیکھا جانا کہ بے شک وتر نماز مغرب کی مثل ہیں۔ یہ رات کے وتر ہیں اور وہ (یعنی مغرب کے فرض) دن کے وتر ہیں۔

حدیث نمبر ۲۲

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْبَيْتِيَاءِ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَاحِدَةً.

(۱) اس حدیث کو علامہ ذہبی نے شعب الایمان ص ۲۰۳ میں اور حافظ ابن حجر نے درایع اص ص ۱۱۴ میں اور علامہ بیہقی نے عمدة القاری ص ۳۳ میں بیان کیا)

ترجمہ

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دم بدیدہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ یعنی اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص ایک رکعت وتر پڑھے۔

حدیث نمبر ۲۳

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْبَيْتِيَاءِ.

(شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ فیض الاوطار۔ مکتبہ الکلیات الازہریہ)

محمد بن کعب قرظی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دم کئی (ایک رکعت) نماز سے منع فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۲۴

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا اجْزَأَتْ رُكْعَةً وَاحِدَةً قَطُّ.

(امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ نے موطا امام محمد ص ۱۳۶ مطبوعہ نو درم ص ۱۳۶ الصالح کراچی)

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ میں وتر کی ایک رکعت کو ہرگز کافی نہیں سمجھتا۔

حدیث نمبر ۲۵

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ بَلَغَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَعْدًا يُؤَوِّرُ رُكْعَةً فَقَالَ مَا اجْزَأَتْ رُكْعَةً وَاحِدَةً قَطُّ.

ترجمہ

حضرت ابراہیم بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت سعد ایک رکعت پڑھتے ہیں تو ابن مسعود نے سخت لہجہ میں ارشاد فرمایا۔ میں وتر کی ایک رکعت کو ہرگز کافی نہیں سمجھتا۔ علامہ نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سرکارِ دو عالم ﷺ کے رفیق سفر اور خادم خصوصی تھے۔ سرکار ﷺ جب اپنے نعلین شریف (جو تے مبارک) اتارتے تو انہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ کے حوالے کر دیتے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سرکارِ دو عالم ﷺ کے نعلین شریف کی حفاظت اس طریقے سے فرماتے کہ انہیں اپنی آستین میں لپیٹ کر اپنے



ہینے سے لگا لیتے۔ اور اپنے دل کو تسکین دیتے۔ اس طرح غلیظ شریف کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نفل پاک حضور ﷺ

تو ہم کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ایسے رفیق سفر اور خادم خصوصی کہ جنہوں نے اکثر نمازیں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھیں۔ تو جب وہ فرما رہے ہیں کہ مَا أَجُزَأْتُ رَكْعَةً وَاحِدَةً قَطُّ مِثْلَ وَتَرِكِي أَيْكَةَ رَكْعَةٍ كَوَيْزَكَ فِي نَفْسِي سَحْتًا۔

اس کے باوجود وہ ہابی الحمد رب کو سمجھ نہ آئی۔

حدیث نمبر ۲۶

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَرَكْعَتِي الشَّجَرِ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو رکعت سنت سمیت تیراں رکعت پڑھتے تھے۔ یعنی

۸ رکعت نماز تہجد۔ ۳ رکعت وتر۔ اس کے بعد ۲ رکعت صبح کی سنت۔

حدیث نمبر ۲۷

عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ سَالِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُنِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى أَحَدِي عَشْرَةَ رَكْعَةً فَيُصَلِّي أَرْبَعًا وَلَا تَسْأَلُ عَنْ خُسْنِهِمْ وَطَوْلِهِمْ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا وَلَا تَسْأَلُ عَنْ خُسْنِهِمْ وَطَوْلِهِمْ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْتِهَا فَيَلَّ أَنْ تَوْمَرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي تَنَامُ وَلَا يَنَامُ فَيَلَّي (رواہ مسلم)

(اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ مطبوعہ نور محمد صحیح مطابع الطبعة الثانیہ کراچی میں روایت فرمایا۔ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ نور محمد... میں بیان کیا۔ اور اس حدیث کو امام نسائی نے بھی بیان کیا۔ بحوالہ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۵ مطبوعہ نور محمد...)

ترجمہ

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے..... انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ ۱۱ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ پس (پہلے) ۴ رکعت نفل پڑھتے۔ (اس طرح کہ) اس کے حسن اور طول کی بات مت پوچھو۔ پھر ۴ رکعت نفل پڑھتے۔ (اس طرح کہ) اس کے حسن اور طول کی بات مت پوچھو۔ اس کے بعد ۳ رکعت وتر پڑھتے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں۔ تو جواباً ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

حدیث نمبر ۲۸

عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانِ رَكْعَاتٍ ثُمَّ يُؤْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ الْخ۔

ترجمہ

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا سے حضور انور ﷺ (محرمی) کی نماز کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور ۱۳ رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی پہلے) ۸ رکعت (تہجد) پڑھتے۔ پھر (۳ رکعت) وتر پڑھتے۔ اور پھر ۲ رکعت (سنت) پڑھتے۔



حدیث نمبر ۲۹

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ سَالًا غَائِثَةً رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوةٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا تِسْعَ  
رَكَعَاتٍ فَإِنَّمَا يُؤْتَرُ مَثْنً. (رواه مسلم)

ترجمہ

”یحییٰ ابن کثیر سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی  
کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی بھری کی نماز کے بارے  
میں پوچھا تو انہوں نے مذکورہ حدیثوں کے علاوہ فرمایا کہ آپ ﷺ نے وتر سمیت  
۹ رکعت پڑھیں۔ یعنی کم از کم ۶ رکعت تہجد اور ۳ رکعت وتر۔

حدیث نمبر ۳۰

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكَعَتَيِ  
الْوُتْرِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ وَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمُسْنَدِ الْكَبِيرَةِ  
بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

ترجمہ

”حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ وتر کی  
(دو) رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیلتے تھے۔ بلکہ تین مکمل کر کے سلام  
پھیلتے تھے۔

(چاء الحق حصہ دوم)

## وتر کی ۳ رکعت پر ائمہ دین کے اقوال زریں

### قول اول

عَنْ الْحَسَنِ قَالَ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا

الوتر من۔ (ترجمہ) حسن بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ  
وتر تین رکعت ہیں اور اس کی صرف آخری رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے۔  
(بحوالہ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۳ مطبوعہ دار الفکر القرآن)

### قول ثانی

عَنْ شَابِيتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَمَّا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي الْوُتْرِ۔  
(ترجمہ) ثابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس نے تین رکعت نماز وتر پڑھی۔ آخر  
میں سلام پھیرا۔  
(بحوالہ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۳ مطبوعہ دار الفکر القرآن)

### قول ثالث

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ وَأَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ  
مَسْعُودٍ لَا يُسَلِّمُونَ فِي رَكَعَتَيِ الْوُتْرِ۔ (ترجمہ) ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ  
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ وتر کی دو  
رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیلتے تھے۔  
(بحوالہ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۵ مطبوعہ دار الفکر القرآن)

### قول رابع

عَنْ الْحَسَنِ قَالَ كَانَ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا  
فِي الثَّلَاثَةِ بِحُلِّ الْمَغْرِبِ۔ (ترجمہ) حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن  
کعب رضی اللہ عنہ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ اور مغرب کی طرح تین رکعات کے بعد  
سلام پھیلتے تھے۔

(بحوالہ حافظ عبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ المصنف ج ۳ ص ۲۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت طبعہ



الاولیٰ ۱۳۹۰ھ۔ شرح صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۲۸۲ فرید یک مثال (۱) نور بار اول

### قول خاص

علامہ نحسی حنفی کہتے ہیں۔ اِنَّ الْوُتْرَ فَلَا تَرْكَعَاتٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي الْخُرُوجِ  
عَسَدًا۔ وَلَمَّا خَدَّيْثُ غَالِثَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَمَا رَوَيْنَا فِي صِفَةِ قِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
وَبَعَثَ أَنَّهُ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّهَا لَتَرَأَى بَرَكَةً وَتَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَا تَكُنْ إِنْ  
أَوْتَرْتَ بِثَلَاثٍ وَتَكْتَعِبُ قَرَأَ فِي الْأَوَّلَى سُبْحَ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ  
يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُنْتَ قَبْلَ الْكُفُوعِ وَهَكَذَا ذَكَرَ ابْنُ  
عَسَاكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَنِينَ بَاتَ عِنْدَ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ يَرَأِيهَا وَيَرَأِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
وَلَمَّا رَأَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعْدًا يُؤْتِرُ بِرُكْعَةٍ فَقَالَ نَاهَذَا النَّبِيَاءُ۔ وَأَمَّا  
فَالْذَالِكُ لِأَنَّ الْوُتْرَ اِسْتَهْرَأَ النَّبِيُّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّبِيَاءِ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ وَاللَّهِ مَا اخْرَأَتْ رُكْعَةً وَاجِدَةً قَطُّ۔ وَلَا تَهْ لَوْ جَاَزَ الْإِسْتِهْرَاءُ بِرُكْعَةٍ فِي شَيْءٍ مِنْ  
الْعِبَادَاتِ لَدَخَلَ فِي الْفَجْرِ قُضِرَ بِسَبَبِ السُّفْرِ۔

(ترجمہ) "وتر کی تین رکعات ہیں۔ جن میں ہمارے نزدیک صرف آخری رکعت  
کے بعد سلام پھیرا جائے۔ ہماری دلیل ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ  
عنہا کی وہ روایت ہے۔ جس کو ہم قیام رسول اللہ ﷺ کی صفت میں (پہلے) بیان کر چکے  
ہیں۔ (اس میں یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ ۸ رکعات پڑھنے کے بعد ۳ رکعت وتر پڑھا  
کرتے تھے)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تا کہ وہ  
حضور اکرم ﷺ کے وتر کا مشاہدہ کریں۔ تو انہوں نے آ کر بتایا کہ حضور ﷺ نے وتر کی تین  
رکعتیں پڑھیں۔ پہلی رکعت میں "سُبْحَ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى" پڑھی۔ دوسری رکعت میں "قُلْ  
يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ" پڑھی۔ تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" پڑھی۔ اور رکوع میں جانے سے  
پہلے دعا سے قنوت پڑھی۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (جو حضور ﷺ کے سگے  
چچا کے بیٹے ہیں) نے ذکر کیا کہ انہوں نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت ميمونہ رضی اللہ

عنہا کے ہم عصر تھے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے مشاہدے کیلئے رات گزار دی۔۔۔۔۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سعد کو ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا، تو  
اس نے یہ تر کہی "مگر کئی نماز پڑھتے ہو۔ دو گنا پڑھو (یعنی اس ایک کے ساتھ دو اور ملاؤ۔  
اس طرح تین رکعات پڑھو)۔ ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس لئے  
کہی تھی۔ کیونکہ وتر کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ حضور اقدس ﷺ نے دم بدیدہ (دم کئی،  
یعنی ایک رکعت وتر) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ قسم بخدا میں ایک رکعت نماز کو ہرگز کافی نہیں  
جانتا۔ اور اسی لئے بھی (وتر کی ایک رکعت جائز نہیں) کہ اگر ایک رکعت نماز شروع ہوتی تو  
مگر کعبہ سے فجر کی نماز کو قنوت کر کے ایک رکعت نماز کی اجازت ہوتی۔"  
وتر کی تین رکعتوں کے ثبوت میں بہت سی احادیث اور اقوال ائمہ دین علیہم الرحمۃ  
موجود ہیں۔ مگر ۳۰ احادیث اور ۵ اقوال کا یہ حسین و جمیل گلدستہ بطور نمونہ پیش کیا گیا۔

### خلاصہ کلام

ان پیش کردہ احادیث اور اقوال ائمہ دین سے یہ واضح ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اور  
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وتر کی تین رکعات پڑھنے پر عمل رہا۔ اور اسی پر سب مسلمان متفق رہے۔

### عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ وتر کی تین رکعتیں ہوں۔ کیونکہ ..... اگر وتر ایک رکعت  
ہوتی، تو چاہیے تھا کہ کوئی فرض نماز بھی ایک رکعت ہوتی۔ حالانکہ کوئی نماز ایک رکعت نہیں۔ فرض  
تو فرض رہے کوئی نفل اور سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ بھی ایک رکعت نہیں۔ فرض نماز دو رکعت ہے  
جیسے نماز فجر۔ یا چار رکعت ہے جیسے نماز ظہر، نماز عصر اور نماز عشاء۔ یا تین رکعت ہے جیسے

نماز مغرب۔ اسی طرح اگر ایک رکعت ممکن ہوتی تو لازمی طور پر سفر کی وجہ سے نماز فجر کی قصر ایک رکعت پڑھی جاتی۔ چنانچہ یہ معلوم ہوا کہ نماز کا ایک رکعت ہونا نہ صرف اسلامی قانون کے خلاف ہے، بلکہ بعید از عقل بھی ہے۔ ایک رکعت نماز وتر نامکمل ہے۔۔۔۔۔ ناقص ہے اور۔۔۔۔۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے فرمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل اور اجماع امت سب کے خلاف ہے۔

### چیلنج

گزشتہ احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں ”سبح اسم ربک الاعلیٰ“ اور دوسری رکعت میں ”قل یا ایہذا الکافرون“ اور تیسری رکعت میں ”قل هو اللہ احد“ پڑھا کرتے تھے۔ ان تمام روایات میں مسلسل تین رکعتوں کا اور ہر رکعت میں علیحدہ علیحدہ سورۃ کے پڑھے جانے کا ذکر ہے۔

غیر مقلد وہابی یہ بتائیں کہ

اگر نماز وتر ایک رکعت ہوتی۔ تو حضور اکرم ﷺ یہ سورتیں کیسے پڑھتے تھے؟

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

❧

## مسئلہ 9

”نماز وتر کی آخری رکعت میں، قرأت کے بعد، رکوع سے پہلے دعائے

قنوت ہمیشہ پڑھنا سنت ہے۔ جبکہ اس کے خلاف کرنا سخت برا ہے۔“

ملک غیر مقلد وہابی ہمیشہ (یعنی ہر روز، تمام سال) دعائے قنوت پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ صرف ماہ رمضان کی آخری چند تاریخوں میں پڑھنا درست سمجھتے ہیں۔ جو کہ سراسر غلط ہے۔

دعائے قنوت نماز وتر کی آخری رکعت میں، قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے تمام سال پڑھنے کے ثبوت میں احادیث نبوی ﷺ کا خوبصورت گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۲۸۱

دارقطنی اور بیہقی نے حضرت سوید ابن غنفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يَقُولُونَ قُنُوتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ الْوُتْرِ وَ كَانُوا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ سب حضرات فرماتے تھے۔ کہ حضور ﷺ وتر کی آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بھی یہی عمل کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۶۵۳



ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِيْ آخِرِ وَتَرِهِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ الْخ.

ترجمہ

بیشک رسول اللہ ﷺ اپنی وتر کی آخری رکعت میں یہ دعا اللہ تعالیٰ اے میں سے کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۷

عَنْ اَبِيْ اَبْنِ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ بِثَلَاثِ رُكْعَاتٍ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ الْاَوَّلَى بِسْمِ اللّٰهِ اَلْاَوَّلَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ.

(بخاری، سنن نسائی ج ۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ چھاپہ کراچی)

ترجمہ

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ جس کی پہلی رکعت میں سج اسم ربک الاعلیٰ دوسری میں قل یا ایہا الکافرین اور تیسری رکعت میں قل هو اللہ احد اور رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

نوٹ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نماز وتر کی تیسری رکعت کی قرات کے بعد اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸

عَنْ اَبِيْ اَبْنِ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَنَتْ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ.

(سنن ابوداؤد ج ۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، لاہور، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ)

ترجمہ

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۹

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ.

(بخاری، سنن ابوداؤد ج ۲، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ج ۲، ص ۲۰۲، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰

امام محمد نے آجاریں اور حافظ ابن خیر و محدث نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت حماد سے، انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اللّٰهُ كَانَ يَقْنُتُ الشُّنَّةَ تَحْتَهَا فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ.

ترجمہ

بیشک آپ ﷺ نماز وتر میں رکوع سے پہلے تمام سال دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

نوٹ: ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ دعائے قنوت

۱۔ نماز وتر کی آخری (یعنی تیسری رکعت) میں،

۲۔ قرات کے بعد،

۳۔ رکوع سے پہلے، اور

۴۔ سارا سال پڑھنی چاہیے۔

دعائے قنوت نماز وتر میں رکوع سے پہلے اور سارا سال پڑھنے کے ثبوت میں:

### اقوال صحابہؓ اور اقوال ائمہ دین

#### قول اول

قُرَئَی عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ الْقَنُوتُ فِي الْوُتْرِ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا وَالْخَطَرُ الْقَنُوتُ  
قَبْلَ السُّكُوعِ - (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تمام سال قنوت کو مشروع قرار  
دیتے تھے اور ان کا مسلک تھا کہ رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھ لی جائے۔  
(بحوالہ جامع ترمذی ص ۹۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

#### قول ثانی

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدٍ أَنَّ ابْنَ عَسْمَرَ وَجَّهَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَنَتَ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ  
السُّكُوعِ - (ترجمہ) اسود بن یزید سے روایت ہے کہ بیشک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ  
عنہما نماز وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے۔  
(بحوالہ المصنف ج ۲ ص ۳۰۲ مطبوعہ دار الفکر آن ۱۳۰۶ھ)

#### قول ثالث

عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقْنُتُونَ  
فِي الْوُتْرِ قَبْلَ السُّكُوعِ - (ترجمہ) علقمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور  
دیگر صحابہ کرامؓ وتر میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔ (حوالہ سابقہ)

### خلاصہ کلام

ان تمام احادیث اور اقوال صحابہ کرامؓ میں یہ کہ..... حضور اقدسؐ اور ان  
کے صحابہؓ نے صرف آخری نصف رمضان میں دعائے قنوت پڑھی ہے اور آخری نصف  
رمضان کے سوا باقی تمام سال دعائے قنوت نہیں پڑھی..... کہیں بھی مذکور نہیں۔ بلکہ سیدنا  
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے صراحتاً منقول اور ثابت ہے کہ سرکارِ دو عالم  
ؐ اور ان کے صحابہؓ سارا سال نماز وتر کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع  
سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

طَهَاتُوا بِرَهَانِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱﴾

❧



## مسئلہ 10

”وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں بالخصوص نماز فجر میں قنوت پڑھنا سخت منع ہے۔“  
مگر غیر مقلد و ہابی (جو کہ) وتر میں تو (ماہ رمضان کی آخری چندہ تاریخوں کے سوا) دعائے قنوت نہیں پڑھتے۔ البتہ نماز فجر کی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے قنوت ہمیشہ پڑھتے ہیں جبکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ دعائے قنوت فجر کی دوسری رکعت میں چند روئے پڑھی۔ اس کے بعد ترک فرمادی۔ اور پھر کبھی نہ پڑھی۔

چنانچہ اس باب میں نماز فجر کی دوسری رکعت میں دعائے قنوت کے منسوخ ہونے کے بارے میں گلدستہ احادیث پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۱

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَمَّا قُنُوتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا أَنَّهُ كَانَ يَمُتُ أَفَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقَرَأُ، سَبْعُونَ رَجُلًا فَأَصْبَحُوا فَقُنُوتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُنُوتِ الرُّكُوعِ شَهْرًا يُدْعَوُ عَلَيْهِمْ (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے قنوت صرف ایک ماہ پڑھی۔ آپ ﷺ نے مترجما بہ کو جو قارئین قرآن تھے ایک جگہ تبلیغ کیلئے بھیجا وہ شبید کر دیئے گئے۔ تو حضور اقدس ﷺ نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد ان کفار پر بددعا فرماتے ہوئے قنوت پڑھی۔

نوٹ: ایک ماہ کی قید سے معلوم ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ فعل شریف ہمیشہ کیلئے نہ تھا۔ بلکہ عذر کی وجہ سے صرف ایک ماہ رہا۔ اس کے بعد منسوخ ہو گیا۔

حدیث نمبر ۳

طحاوی شریف نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔  
قَالَ قُنُوتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يُدْعَوُ عَلَيْهِ رَجُلٌ وَذَكَوَانٌ فَلَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ تَرَكَ الْقُنُوتَ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے صرف ایک ماہ دعائے قنوت پڑھی (اور عرب کے بعض قبیلوں) رعل اور ذکوان (وغیرہ) پر بددعا فرمائی۔ جب حضور ﷺ غالب آ گئے تو۔ تَرَكَ الْقُنُوتَ۔ یعنی قنوت چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۵۳۴

ابوداؤد نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُنُوتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ.

ترجمہ

یقیناً حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ایک ماہ قنوت پڑھی۔ پھر چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۸۳۶

امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ نے حضرت ابوماک الشجعی سے روایت کی۔  
قَالَ قُنُوتُ لَا يَأْتِيكَ أَنْكَ قَدْ ضَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبْنَى بَخْرَ وَغَمْرَ وَغُلْمَانَ وَعَلَى هَلْمَا بِالْكُوفَةِ فَخَوَّاهُ مِنْ خَمْسِ سَنِينَ كَانُوا يَمْنَعُونَ قَالَ يَا بَنِي هَذَا صَحَّحْتُ.

ترجمہ

حضرت ابوماک الشجعی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا۔ اباجی! آپ نے حضور اقدس ﷺ اور حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے تقریباً پانچ سال نمازیں پڑھی ہیں۔ کیا یہ حضرات قنوت پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بنی یہ بدعت ہے۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ قنوت نماز فجر میں سنت کے بالکل خلاف ہے۔ اور بدعت  
سید ہے۔ (جاء الحق ج ۲ ص ۸۷)

حدیث نمبر ۱۰ تا ۹

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

وَمَنْ يَقُولْ فِي بَعْضِ صَلَواتِهِ اللَّهُمَّ الْفَن فُلَانًا وَفُلَانًا لَا خِيَاةَ مِنَ الْغَرَبِ  
حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

ترجمہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض نمازوں میں فرمایا کرتے تھے کہ خدایا فلاں فلاں عرب  
کے بعض قبیلوں پر لعنت کر۔ یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

نوٹ: اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

- ۱۔ دعائے قنوت فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے۔
- ۲۔ حدیث قرآن پاک سے منسوخ ہو سکتی ہے۔ کہ اگر نماز فجر میں دعائے  
قنوت پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، تو اس کا نسخ قرآن پاک سے ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

ابو محمد بخاری رحمہ اللہ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے انہوں نے عطیہ عوفی سے  
انہوں سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَقْنُتْ إِلَّا أَنْبَعِينَ يَوْمًا يُدْعُو عَلَى  
عُصْبِيَّةٍ وَذُكْوَانَ ثُمَّ لَمْ يَقْنُتْ إِلَى أَنْ مَاتَ

ترجمہ

انہوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن  
کے سوا قنوت نہیں پڑھی۔ ان چالیس دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عرب کے بعض

قبیلوں) عصبیہ اور ذکوان (وغیرہ) پر بدعا فرمائی تھی۔ پھر وفات تک کبھی بھی آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز فجر میں) قنوت نہیں پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۲

حافظہ ظہیر بن محمد نے اپنی مشد میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کی۔

عَنِ الْأَمَامِ الْأَعْظَمِ عَنِ ابْنِ عُيَاشٍ عَنْ ابْنِ أَبِي حَزِيمٍ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ الْأَشْهُرَا وَاحِدًا لِأَنَّهُ خَازِبُ الْمُشْرِكِينَ  
فَقَنُتْ يُدْعُو عَلَيْهِمْ

ترجمہ

امام اعظم رحمہ اللہ نے ابن عیاش سے روایت کیا۔ وہ ابراہیم نخعی سے۔ اور ابراہیم  
نخعی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود  
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں کبھی قنوت نہیں پڑھی۔ سوائے  
ایک مہینہ کے۔

واقعہ میر معونہ

غزوہ احد کے چار ماہ بعد صفر کے مہینہ ۳ھ میں ابو براء جو قبیلہ کلاب کا رئیس  
تھا۔ مدینہ طیبہ میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ  
اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اہل نجد کی طرف روانہ کریں جو انہیں اسلام قبول کرنے کی  
دعوت دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنِّي اخشى عذیبتہ اهل النجد مجھے اندیشہ  
ہے کہ اہل نجد ان کو نقصان پہنچائیں گے۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی پناہ  
دیتا ہوں۔ کسی کی مجال نہیں کہ انہیں کوئی نقصان پہنچائے۔ چنانچہ پیغام حق پہنچانے کیلئے  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ستر افراد ابو براء کے ساتھ کر دیے۔ یہ  
لوگ نہایت مقدس، درویش اور قاری قرآن تھے۔ ان میں سے اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم



میں سے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ دن بھر لکڑیاں چٹتے، شام کو فروخت کر کے کچھ اصحاب صلہ رحمہ کی نذر کرتے اور کچھ اپنے پاس رکھ لیتے۔

اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کا یہ گروہ رحمہ اہل نجد کے تاریک دلوں کو نور و توحید سے منور کرنے کی نیت کر کے ابو براء کی معیت میں روانہ ہوا۔ آخر یہ قافلہ معونہ نامی کنوئیں کے پاس جا کر اترے۔ یہ کنواں بنی عامر قبیلہ کے علاقہ اور بنی سلیم کے حرہ کے درمیان واقع ہے۔ (حرہ سے مراد پتھر پلہ میدان ہے کہ جہاں سیاہ پتھروں کے چھوٹے ٹکڑے بکھرے ہوئے پڑے ہوتے ہیں)۔ یہاں فردکش ہو کر انہوں نے حضرت حرام بن ملحان رحمہ اللہ کو اس قبیلہ (بنی عامر) کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس بھیجا تاکہ سرکارِ دو عالم رحمہ اللہ کا مکتوب گرامی اسے پہنچائیں۔ اس بد بخت نے آپ رحمہ اللہ کے مکتوب کو پڑھنا بھی گوارہ نہ کیا اور اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ اس نے چپکے سے آکر پشت کی طرف سے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا نیزہ گھونپ دیا، جو ان کی چھاتی چھیدتا ہوا باہر نکل آیا۔ تو حضرت حرام بن ملحان رحمہ اللہ کی زبان سے میساختہ یہ جملہ نکلا۔ اللہ اکبر! فُوتُ وَزَتْ الْكُفْرَ وَاللَّهِي سَبَّ بِيْءَ۔ کعبہ کی رب کی قسم! میں نے اپنی زندگی کی بازی جیت لی۔ (سبحان اللہ کس قدر پختہ ایمان ہے)۔ یہ حضرت حرام بن ملحان رحمہ اللہ حضرت انس رحمہ اللہ کے ماموں تھے۔ آپ رحمہ اللہ کو شہید کرنے کے بعد عامر بن طفیل نے اس پاس کے جو قبائل تھے (یعنی غصیہ، رغل اور ذکوان) سب کی طرف آدمی دوڑا دیے کہ تیار ہو کر آجائیں۔ ایک بڑا لشکر تیار ہو گیا۔ مسلح ہو کر مٹھی بھر مسلمانوں پر ہلہ بول دیا۔ مسلمان اطمینان سے اپنے خیموں میں محو گفتگو تھے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہاں کے لوگ ان کے ساتھ ایسی غداری کریں گے۔ چنانچہ جب ان قبائل کو لنگی تلواریں لہراتے، نیزے تانے اپنی آتے ہوئے دیکھا، تو مسلمانوں نے بھی اپنی تلواریں بے نیام کر لیں اور ان کے ساتھ مقابلے کیلئے تیار ہو گئے۔ لیکن اس یکتکڑوں حملہ آوروں نے ان مبلغین رحمہ اللہ میں سے کسی کو معاف نہ کیا۔

سب کو شہید کر دیا۔ سرکارِ دو عالم کو جب اس المناک سانحہ کی اطلاع ملی، تو حضور کو انتہائی دکھ ہوا اور ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں رغل، ذکوان اور غصیہ قبائل کے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول مقبول کی نافرمانی کی، کیلئے بد دعا فرماتے ہوئے قنوت پڑھی۔ اور جب یہ آیت سرمد نازل ہوئی۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ۔ تو آپ رحمہ اللہ نے نماز فجر میں قنوت موقوف فرمادی۔

### امام طحاوی کی تحقیق

امام طحاوی نے شرح معانی الآثار کے صفحہ ۱۴۲ سے صفحہ ۱۴۹ تک آٹھ صفحات میں نماز فجر میں دعائے قنوت پر بحث کی۔ اور حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رحمہ اللہ کی سند کے ساتھ صحیح روایت سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ رحمہ اللہ نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھی۔ پھر جب لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (سورۃ آل عمران پارہ ۴) نازل ہوئی تو آپ رحمہ اللہ نے قنوت پڑھنی ترک فرمادی۔ اس کے بعد پھر کبھی کسی (فرض) نماز میں قنوت نہیں پڑھی۔

(بحوالہ امام طحاوی متون ۳۳۱، شرح معانی الآثار ج ۵ ص ۱۴۹ مطبوعہ مطبعہ نصابی پاکستان لاہور)

### خلاصہ کلام

تمام فقہاء کا..... حالت جنگ ہو یا غیر حالت جنگ ہو، وتر میں قنوت پڑھنے پر..... اتفاق ہے۔ جبکہ وتر کے غیر میں (یعنی نماز وتر کے علاوہ دوسری نمازوں میں) محض حالت جنگ میں حضور رحمہ اللہ سے قنوت ثابت ہے۔ اور وہ بھی آیت کریمہ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ نازل ہونے کے بعد ترک فرمادی۔ اس آیت کے نزول کے بعد پھر کبھی قنوت کا پڑھا جانا ثابت نہیں۔ اس طرح وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں دعائے قنوت کی نفی

ہو گئی۔ تو جب وتر کے غیر میں غمی ہو گئی، تو معلوم ہوا کہ قنوت صرف نماز وتر کے سبب سے ہی پڑھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اسکا اور کوئی سبب نہیں۔

المختصر

ہمارے اس بیان سے ثابت ہوا کہ قنوت صرف نماز وتر کے ساتھ مخصوص ہے۔ نماز وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں (حالت جنگ یا غیر حالت جنگ ہو) بالکل خلاف سنت ہے۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

ۛ

## مسئلہ 11

”مرد کیلئے سنت یہ ہے۔ کہ دونوں التحيات میں داہنا پاؤں کھڑا کرے، اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے۔ جبکہ عورت دونوں پاؤں دفنی جانب نکال دے، اور سرین زمین پر رکھے“

مگر غیر مقلد وہابی اس کے خلاف کرتے ہیں۔ پہلی التحيات میں مردوں کی طرح بیٹھتے ہیں۔ جبکہ دوسری التحيات میں عورتوں کی طرح بیٹھتے ہیں۔ جو کہ سراسر سنت کے خلاف ہے۔ چنانچہ دونوں التحيات میں داہنا پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنے کے ثبوت میں گلدستہ احادیث پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱

مسلم شریف نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے ایک طویل حدیث نقل کی۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔  
وَكُنْ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصُبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

ترجمہ

آپ ﷺ اپنا بائیں پاؤں بچھاتے تھے۔ اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۲۲

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔  
قَالَ اِنَّمَا السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ اَنْ تَنْصُبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتُكْسِي الْيُسْرَى  
زَادَ النَّسَائِيُّ وَاسْتَقْبَالَهُ بِاصْبَعِهَا الْقِبْلَةَ.

ترجمہ

سنت یہ ہے کہ چپا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پاؤں بچھائے۔ نسائی نے اس پر



زیادہ یہ کیا کہ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف کرے۔

حدیث نمبر ۷۳۴

بخاری شریف، امام مالک، ابوداؤد اور نسائی نے سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ يَقْرَعُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا جَلَسَ قَالَ فَقُلْتُ  
وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ النَّسْنِ فَتَنَاهَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ وَقَالَ سُنَّةُ الصَّلَاةِ  
أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتُثْنِيَ رِجْلَكَ الْشِمَالَى فَقُلْتُ لَهُ أَتَنْتَهَلُ  
ذَلِكَ أَنْ رِجْلِي لَا تَخْلَعَانِي.

ترجمہ

جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ نماز میں چارزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بھی ایسے ہی بیٹھا۔ اس وقت میں نوعمر تھا۔ (میرے والد محترم) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے منع فرمایا۔ اور کہا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ تم اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرو اور بائیں پاؤں بچھاؤ۔ میں نے کہا کہ آپ تو یہ کرتے ہیں (یعنی چارزانو بیٹھتے ہیں)۔ تو انہوں نے فرمایا (میرے چارزانو بیٹھنے کی وجہ یہ ہے) کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے (یعنی معذوری ہے)۔

حدیث نمبر ۹۳۸

ترمذی شریف اور طبرانی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ حَدَّثَنِي الْمَدِينَةُ قُلْتُ لَا تَخْطُرُنِ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَلَسَ يَقْنُ لِلشَّهْدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى شَاخِذِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

ترجمہ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں مدینہ آیا تو میں نے (دل ہی دل

میں اپنے آپ سے) کہا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھوں گا۔ (چنانچہ میں نے دیکھا کہ) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (یعنی التحیات کیلئے) بیٹھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بائیں پاؤں بچھا دیا۔ اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھ دیا۔ اور دائیں پاؤں کھڑا کر دیا۔

حدیث نمبر ۱۰

طحاوی شریف نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ إِذَا جَلَسَ الرُّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَفْتَرِشَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَجْلِسَ عَلَيْهَا.

ترجمہ

آپ مستحب جانتے تھے کہ مرد اپنا بائیں پاؤں زمین پر بچھائے اور اس پر بیٹھے۔

حدیث نمبر ۱۱

ابوداؤد نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى اسْوَدَّ ظَهْرُ قَدَمِهِ.

ترجمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے، تو اپنا داہنا پاؤں بچھاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف کی پشت سیاہ ہو گئی۔

حدیث نمبر ۱۲

تہجدی شریف نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث نقل فرمائی۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فَإِذَا جَلَسَ فَلْيَنْصِبْ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَالْيُسْرَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى.

ترجمہ

جب نمازی نماز میں بیٹھے، تو اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پاؤں بچھائے۔

حدیث نمبر ۱۳

طحاوی شریف نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا خُفْظَرُ  
صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا قَعَدَ لِلشَّهَادَةِ قَرَشَ  
رِجْلَهُ الْيُسْرَى ثُمَّ قَعَدَ عَلَيْهَا.

ترجمہ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یہ سوچ کر نماز پڑھی  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (کا طریقہ) یاد کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
التحیات کیلئے بیٹھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں پاؤں بچھایا اور پھر اس بیٹھے۔

حدیث نمبر ۱۴

طحاوی شریف نے حضرت ابو حمید ساعدی سے ایک طویل حدیث روایت کی۔ جس  
کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فَإِذَا قَعَدَ لِلشَّهَادَةِ أَضْجَحَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيَمْنَى عَلَى صَدْرِهِ  
وَيَنْتَشِدُ.

ترجمہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب التحیات کیلئے بیٹھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بائیں پاؤں (نیچے)  
بچھا دیا۔ اور داہنا پاؤں اس کے سینے پر کھڑا کیا۔ (پھر) التحیات پڑھی۔

نوٹ: ان چودہ احادیث کے علاوہ دیگر بہت سی احادیث ہیں کہ جن سے نماز میں بیٹھے  
کیلئے داہنا پاؤں کھڑا کرنا اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا ثابت ہے۔

فقہاء کرام کے نزدیک

احناف کے نزدیک نماز میں بیٹھنے کی تمام صورتوں میں سنت طریقہ یہی ہے کہ داہنا

پاؤں کھڑا کیا جائے اور بائیں پاؤں بچھا لیا جائے۔ جیسا کہ اس باب کے اندر مسطور ہے۔  
والی حدیث حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے۔

امام مالک کے نزدیک بیٹھنے کی تمام صورتوں میں تو رک (یعنی بائیں پاؤں نیچے  
کے نکال کر سرین پر بیٹھنا) سنت ہے۔۔۔۔۔ امام شافعی کے نزدیک پہلے قعدہ میں تو رک  
سے بغیر بیٹھے اور دوسرے قعدے میں تو رک کے ساتھ بیٹھے۔۔۔۔۔ جبکہ امام احمد بن حنبل کے  
دیکھنا کہ بعد بیٹھنے کا طریقہ احناف کے مطابق ہے۔ (بحوالہ شرح نووی مسلم  
ج ۱ ص ۱۹۵ علامہ نووی)

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں۔

السنة ان يجلس بين السجدة تين مبتدئاً وهو ان يثنى رجله اليسرى فليسنها  
ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويخرجها من تحته ويجعل يظون اصابعها على  
الارض معتسدا عليها لتكون اطراف اصبعها الى القبلة قال ابو حميد في صفة صلوة  
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم يثنى رجله اليسرى وقعد عليها ثم اعتدل حتى رجع  
كل عظم في ثم هو ساجد وفي حديث النبي صلى الله عليه وسلم رونه عائشة  
وكان يقرش رجله اليسرى وينصب اليمنى - متفق عليه - (ترجمہ) نماز میں بیٹھنے کا  
مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو جھڑوں کے درمیان پیچ بچھا کر بیٹھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں  
پاؤں موڑ کر بچھائے اور اس پر بیٹھے اور داہنا پاؤں اس طرح نیچے کھڑا کرے کہ اس کی  
انگلیاں زمین پر قبلہ کی طرف جھکی رہیں۔ ابو حمید نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان  
کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بائیں پاؤں موڑ کر اور اسے (نیچے) بچھا کر اس پر بیٹھے اور  
بالکل سیدھے بیٹھے۔ حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی۔ پھر اس کے بعد دوبارہ جھڑ کرتے  
تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی صفت بیان فرمائی۔ اس  
میں بھی یہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بائیں پاؤں بچھاتے اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے۔ (یہ حدیث  
بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہے)

اور جہاں تک تعلق ہے تو رک (بائیں پاؤں نیچے سے نکال کر سرین پر بیٹھنا) والی



حدیث کا امام بخاری نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اس کو صحت کی تقدیر یعنی کبر سنی (بڑھاپے) پر محمول کیا ہے۔

### خلاصہ کلام

ان تمام روایات اور فقہاء کرام کی آراء سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نماز میں بیٹھنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں نیچے بچھا کر بیٹھا جائے۔ اور جس حدیث میں تورك کے ساتھ بیٹھنے کا ذکر ہے اس کو امام بخاری نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور کبر سنی (بڑھاپے) پر محمول کیا ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ تورك کے ساتھ اس لئے بیٹھے ہیں کہ بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے تورك (یعنی دونوں پاؤں دائیں جانب نکال کر سرین پر بیٹھنے) کا میری امت کیلئے جواز بن جائے۔ اس لئے یہ حدیث کبر سنی یا عذر پر محمول ہے۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

X

### مسئلہ 12

”نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ پڑھنا منع ہے اور خلاف سنت ہے۔“

مگر غیر مقلد وہابی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کا تلاوت کی نیت سے پڑھنا واجب جانتے ہیں۔ چنانچہ ہم نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کے نہ پڑھنے کے ثبوت میں گلدستہ احادیث پیش کرتے ہیں۔

حدیث نمبر

یعنی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۳۲ باب رقم ۱۵۴۲ الفاتحہ علی الجنازہ میں ہے۔

وَمِمَّنْ كَانَ لَا بُدَّ لَهُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَ مَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ ابْنُ عُمَرَ وَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَ مِنْ التَّابِعِينَ عَطَاءُ وَ طَاوُسُ وَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَ ابْنُ سِيرِينَ وَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ وَ الشَّعْبِيُّ وَ الْحَكَمُ بْنُ ابْنِ الْمُنْذِرِ وَ قَالَ مُجَاهِدٌ وَ حَمَادُ وَ الثَّوْرِيُّ وَ قَالَ مَالِكٌ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ لَيْسَتْ مَحْمُولَةً بِهَا فِي بَلَدٍ نَافِرٍ صَلَاةُ الْجَنَازَةِ.

ترجمہ

اور جو حضرات نماز جنازہ میں تلاوت نہ کرتے تھے اور اس کا انکار کرتے تھے۔ اُن میں حضرت عمر ابن خطاب، علی ابن طالب، ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ہیں اور تابعین میں سے حضرت عطاء، طاووس، سعید بن مسیب، محمد بن سیرین، سعید بن جبیر، امام شعبی اور حکم ہیں۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ یہی قول حماد ثوری اور مجاہد کا ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر (مدینہ منورہ) میں نماز جنازہ کے اندر سورۃ فاتحہ پڑھنے کا کوئی رواج نہیں۔

حدیث نمبر ۲

موظا امام مالک میں بروایت نافع عن ابن عمر ہے۔

اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ (فتح القدیر)

ترجمہ

سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں تلاوت قرآن پاک نہ کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳

عَمَّنْ سَمِعْتُ ابْنًا ضَرِيْقًا كَنِيْفٌ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اِنَّا نَحْمُزُكَ اَحْبَبْتُكَ اَتَّبَعْنَا مِنْ عِنْدِ افْطَحًا قَاذًا وَضَعْتَ كِبْرَتَ وَ حَمَدْتَ السَّلَٰةَ وَصَلَّيْتَ عَلَى خَبِيْثٍ ثُمَّ اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمْتِكَ كَانَ يَشْهَدُ. (فتح القدیر)

ترجمہ

روایت ہے اس سے کہ جس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں، تو آپ نے فرمایا تمہاری عمر کی قسم میں بتاتا ہوں..... میں میت کے گھر سے اس کے ساتھ جاتا ہوں۔ جب میت رکھی جاتی ہے، تو تکبیریں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد، اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔ پھر یہ دعا پڑھتا ہوں..... اَللّٰہی! تیرا یہ بندہ جو تیرے فلاں بندے اور تیری فلاں بندی کا بیٹا ہے، تو حید و رسالت کی گواہی دیتا ہے۔

"غور کیجئے! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی اس حدیث میں نماز جنازہ کے اندر حمد، درود شریف اور دعا کا ذکر تو ہے مگر تلاوت قرآن پاک کا ذکر بالکل نہیں۔ معلوم ہوا..... کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نماز جنازہ میں تلاوت قرآن پاک نہیں کرتے تھے۔"

(مورخہ ۲۳ دسمبر ۲۰۰۱ء)

یہاں تک اس کتاب کا مسودہ منگلا کی مرکزی جامع مسجد محمدیہ نورانیہ منگلا کالونی میں

بیٹھ کر لکھا گیا۔ اور الحمد للہ اس مسجد میں میں نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف کی ہیں۔

- ۱۔ "فضائل صلوٰۃ و سلام" صفحات ۳۲۸۔ موضوع: درود شریف کی فضیلت
- ۲۔ "فضائل میلاد مصطفیٰ ﷺ" صفحات ۶۰۸۔ موضوع: میلاد النبی ﷺ کی فضیلت
- ۳۔ "اربعین فی فضائل علم دین" صفحات ۱۵۰۔ موضوع: علم دین کی فضیلت
- ۴۔ "قانونیہ جلالیہ" صفحات ۳۸۸۔ موضوع: بعلم صرف کے ۶۱ قوانین کی شرح۔
- ۵۔ "مرآت العوالم شرح مائتہ عامل" موضوع: شرح مائتہ عامل کا اردو ترجمہ تفسیر اور اردو ترکیب۔

- ۶۔ "فضائل اعتکاف" صفحات ۴۸۔ موضوع: اعتکاف کے فضائل اور مسائل۔
- ۷۔ "فضیلت شب برأت" شب برأت کی فضیلت اور نوافل۔
- ۸۔ "ندائے یار رسول اللہ ﷺ" یا رسول اللہ ﷺ کہنے کا ثبوت۔
- ۹۔ "بیعت طریقت" بیعت کی ضرورت اور مرشد کامل کے اوصاف۔
- ۱۰۔ "سفر مین شریفین" صفحات ۴۸۔
- ۱۱۔ "تسکین القلوب" ۶۷ صفحات۔ ۲۰۰ آیات ہدایت۔ ۱۳۰۰ احادیث رسول اللہ ﷺ۔
- ۱۲۔ "۱۰۰ مسائل فقہی پر مشتمل نماز کے فضائل اور مسائل پر شاندار اور لاجواب کتاب۔

"Rules & Benefits of Itikaf"

(an English version of "Fazail-e-Itikaf")

۱۹۶۹ء میں ضوئی محمد صادق کیلانی نے حضور قبلہ عالم حافظ الحدیث مرشد حقانی پیر لاٹانی حضرت جلال الدین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر منگلا کالونی میں امام خطیب کیلئے درخواست کی۔ تو حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے منگلا میں خدمت دین کیلئے مجھ سیہ کار کی ڈیوٹی لگا دی۔

فالحمد للہ رب العالمین۔ کہ میں نے منگلا میں رہ کر مذہبی، ملی، تصنیفی، تدریسی اور



تعمیری بہت کام کیا۔ منگلا کی خوبصورت ترین جامع مسجد (محمدیہ نوریہ) تیار ہو گئی۔ اور ساتھ ہی ساتھ ڈبل اسٹوری دارالعلوم (جلالیہ نقشبندیہ) بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تیار ہو گیا۔ یوں نہ صرف مقامی طلباء و طالبات بلکہ بیرونی اقامتی طلباء و طالبات کی تعلیم، تدریس اور رہائش کا بھی بہترین انتظام اہتمام ہو گیا۔

منگلا کالونی میں 1969ء تا جنوری 2001ء ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑا۔ عقیدت مند، فرمانبردار اور خدمت گزار لوگوں نے اپنی اپنی عقیدت مندی، فرمانبرداری اور خدمت گزاری کا بھرپور ثبوت دیا اور جان، مالی، آلی قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور دینی دنیاوی بھلائیوں سے مالا مال فرمائے۔

اور ایسے لوگوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ کہ جن کی ہر وقت سوچ یہی رہی کہ کس طرح مسجد اور درس کو نقصان پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

مگر الحمد للہ میں نے مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہمت سے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کیا اور 32 سال کا طویل عرصہ منگلا میں عزت و شان سے گزار دیا۔ اب میرے رب کو یہ منظور ہوا کہ منگلا سے ہزاروں میل دور یہاں دیا پر غیر (برطانیہ) میں دین کی خدمت کر سکوں۔ برصغیر (برطانیہ) میں میرے آنے کا ظاہری سبب جامع مسجد محمدیہ نوریہ منگلا کالونی کے ناظم اعلیٰ جناب گرامی قدر حاجی محمد مالک صاحب جو منگلا میں ہماری محفل کے بہترین نعت خوان بھی ہیں کے فرزند ارجمند اور ہمارے انتہائی تابعدار، خدمت گزار شاگرد رشید حافظ ظلیل احمد صاحب ہیں۔ جو کہ منگلا میں تو ہر دلعزیز تھے ہی یہاں یو کے میں بھی معروف ترین شخصیت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اسکی عطا کردہ صلاحیتوں سے حافظ ظلیل احمد صاحب نے اپنی بھرپور کوشش کی۔ اور یہاں کے لوگوں میں میرا تعارف کرایا۔ چنانچہ Jamia Mosque Ghausia, 237, Albert Road, Aston, Birmingham, (U.K.). کی مسجد کمیٹی کے تعاون سے 25 جنوری 2001ء کو اس جامع مسجد کے امام، خطیب حیثیت

سے مجھے بلوایا گیا۔ دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جامع مسجد کی کمیٹی کے پر خلوص تعاون اور شاگرد رشید حافظ ظلیل احمد صاحب کی اس عظیم خدمت کو قبول فرمائے۔ 25 جنوری 2001ء کی رات اور 26 جنوری کا دن میری برطانوی زندگی کا آغاز تھا۔ اللہ تعالیٰ مجھے یہاں رہ کر باقیہ زندگی میں بھی اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کتاب کا باقی حصہ اسی جامع مسجد غوثیہ میں بیٹھ کر لکھا جا رہا ہے۔ اللہ کریم اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے قبول و منظور فرمائے۔ (آمین بحرمت نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم)

————— (احادیث پاک کا سلسلہ جاری ہے) —————

حدیث ۴

عن جابر رضی اللہ عنہ قال ما قال لنا رسول اللہ ﷺ ولا أبو بکر و عمر فی الصلوۃ علی المیت بشیء۔

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں کسی آیت کے پڑھنے کو معین نہیں فرمایا۔

(بحوال مصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۵

عن عمرو بن شعیب عن ابنہ عن جحدہ عن ثلاثین من اصحاب رسول اللہ ﷺ انہم لم یقوضوا علی شیء فی أمر الصلوۃ علی الجنازة۔

ترجمہ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے تیس صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز جنازہ میں کسی معین چیز کے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔

(بحوال المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۶

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ لِمُضَالَةَ بَنِي عَبِيدَةَ هَلْ يَفْرُو عَلَى النِّمِيتِ شَيْءٌ قَالَ لَا

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے متقالہ بن عبیدہ سے پوچھا کہ کیا میت پر قرآن میں سے کچھ پڑھا جائیگا۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔

(بحوال المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۷

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لَهُ زُجَلٌ "أَقْرَأْ عَلَيَّ الْجَنَازَةَ لِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ لَا تَقْرَأْ"

ترجمہ

حضرت سعید بن ابی بروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بروہ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا میں نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھوں؟ فرمایا نہ پڑھو۔

(بحوال المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مذکورہ)

حدیث ۸

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَارَةَ قَالَ سَأَلْتُ سَالِمًا أَفَلَا تُقْرَأُ الْقُرْآنُ عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ لَا تَقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ

(بحوال المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مذکورہ)

حدیث ۹

علامہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَلَنَا حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَوْهَتُ لِنَافِي الصَّلَاةِ

عَلَى الْجَنَازَةِ دَعَا، وَلَا قِرَاءَةَ كَبَرٍ مَا كَبَرُ الْأَمَامِ وَاخْتَرُ مِنَ الدُّعَاءِ الْحَبِيبَةِ وَهَكَذَا رَوَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا لَيْسَ فِيهِمَا قِرَاءَةُ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَتَكْوِيلُ حَدِيثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ قَرَأَ عَلَى سَبِيلِ الثَّنَاءِ لَا عَلَى وَجْهِ قِرَاءِ الْقُرْآنِ وَلَئِنْ هَذَا لَيْسَ بِصَلَاةٍ عَلَى الْحَقِيقَةِ إِنَّمَا هِيَ دَعَا، وَاسْتِغْفَارٌ لِلْمَيِّتِ الْآخَرِ أَنَّهُ لَيْسَ فِيهِمَا أَرْكَانُ الصَّلَاةِ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالتَّحِيَّةِ لِمَا بَيْنَا فِيمَا سَبَقَ أَنَّهُ الصَّلَاةُ فِي اللَّفْظِ الدُّعَاءُ، وَاسْتِثْنَاءُ الطُّهَارَةِ وَاسْتِثْنَاءُ الْقَبْلَةِ لَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُمَا صَلَاةٌ حَقِيقَةٌ وَإِنْ فِيهَا قِرَاءَةُ كَسَجْدَةِ التَّلَاوَةِ وَلَا تَرْفَعُ إِلَّا يَدَى الْأَيْمَنِ الْكَبِيرَةِ الْأُولَى إِلَّا أَمَامَ الْقَوْمِ فِيهَا سَوَاءٌ

ترجمہ

ہماری دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں نہ تو کوئی دعا مقرر نہیں فرمائی نہ ہی قرأت۔ امام کی تکبیر پر تکبیر کہو اور اچھی دعا اختیار کرو۔ اس طرح حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ان دونوں نے فرمایا۔ لیس فیہا قرأت شئی، من القرآن نماز جنازہ میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں..... اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کو بطور ثناء پڑھا نہ کہ بطور قرأت۔ نیز نماز جنازہ تو حقیقتاً نماز ہے ہی نہیں۔ یہ تو صرف میت کیلئے استغفار اور دعا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نماز جنازہ کے اندر نماز کے ارکان میں سے رکوع اور سجود نہیں ہیں؟..... (اس کو نماز محض اس لئے کہتے ہیں کہ) الفت میں "صلوۃ" کا معنی ہے "دعا"۔ (جبکہ نماز جنازہ کیلئے) طہارت اور قبلہ کی طرف منہ کرنے کی شرط حقیقی نماز ہونے پر دلالت ہی نہیں کرتی۔ اور بے شک اس میں قرأت سجدۃ تلاوت کی مانند ہے۔ اور اسی طرح اس میں تکبیر اولیٰ کے سوا رفع یدین بھی نہیں کیا جاتا۔ امام اور مقتدی دونوں کا ان مسائل میں ایک ہی حکم ہے۔



### خلاصہ کلام

ان تمام روایات سے یہ معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ تلاوت کی نیت سے نماز جنازہ میں پڑھنی منع ہے۔ البتہ دعا کیلئے جائز ہے۔ بہر حال دعا کی نیت سے بھی سورۃ فاتحہ کا نہ پڑھنا ہی بہتر اور ضروری ہے۔ کیونکہ سننے والے کو معلوم نہیں کہ سورۃ فاتحہ تلاوت کی نیت سے پڑھی جا رہی ہے یا کہ دعا کی نیت سے۔ اور پھر یہ کہ جب ان تمام روایات میں صراحۃً مذکور ہے کہ نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے کوئی بھی سورۃ نہ پڑھی جائے۔ تو پھر بھی پتہ نہیں کیوں؟ وہابی غیر مقلد کو سمجھ نہ آئی۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

✕

دوسرا حصہ

وہابیوں دیوبندیوں کی فہم کے

۱۲ مسائل عجیبہ

### مسئلہ نمبر ۱

دہابیہ کے نزدیک پیشاب کرتے وقت اور جماع کرتے وقت ذکر کرنے سے بندہ گنہگار نہیں ہوتا۔ اور پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی جائز ہے۔ عبارت حسب ذیل ہے۔  
”پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے، تحریمی نہیں۔ اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہیں ہوتا۔ پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیچھے کرنا بھی جائز ہے، خواہ عمارتوں میں ہو یا میدانوں میں۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری۔) صفحہ ۱۲-۱۳۔

### مسئلہ نمبر ۲

”پاک ہے جو حاکل درندے کا۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری صفحہ ۲۳)

اس سے معلوم ہوا دہابیوں کے نزدیک خنزیر کا بھی جو حاکل پاک ہے۔

### مسئلہ نمبر ۳

”چمڑا رنگے سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کتے اور خنزیر کا چمڑا بھی رنگے سے

پاک ہو جاتا ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

### مسئلہ نمبر ۴

”منی ہر چند پاک است۔“ یعنی منی ہر لحاظ سے پاک ہے

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

امام مالک اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ انسان کی منی ٹاپاک ہے۔ مگر دہابیہ کے نزدیک انسان کی منی پاک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر یہ غسل بھی نہیں کرتے ہوں گے اور کپڑے پر لگی رہتی ہوگی۔ اور یہ ہر نماز پڑھتے ہوں گے۔ تو پھر ان کی نماز کیسی ہوگی....؟ پھر جو لوگ بڑے غر سے ان کے پیچھے جا کر نمازیں پڑھتے ہیں۔ ان کی نمازوں کا کیا حال ہوگا....؟

اور مزید دیکھئے

### مسئلہ نمبر ۵

”زیادہ تر صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کے علاوہ باقی تمام جانوروں کی منی

پاک ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

### مسئلہ نمبر ۶

”اگر قتل اور دُبر کے سوا کسی جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ صفحہ ۶۱ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

### مسئلہ نمبر ۷

”اور اس طرح نہیں ٹوٹا وضو تکبیر پھونکنے سے کہ وہ بھی مانند فون کے ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)



### مسئلہ نمبر ۸

”اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سگی لگوانے سے“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

معلوم ہوا کہ نماز کے اندر دہائیوں کے وضو کا کوئی اعتبار نہیں.... تو جب وضو نہیں تو

نماز کیسی؟

### مسئلہ نمبر ۹

دہائیہ کے نزدیک: کتا، خنزیر، شراب، بننے والا خون، یہاں تک کہ مردار بھی سب

پاک ہیں۔

”پس دعویٰ نجس عین بودن شگ و خنزیر و پلید بودن ضرودم مسطوح و حیوان مردار

نا تمام است“ یعنی کتے اور خنزیر کو نجس عین کہنا اور شراب، بننے والے خون اور عین مردار کا

پلید ہونا صحیح نہیں۔ (بحوالہ عرف الجاوی۔ صفحہ ۱۰۶)

### مسئلہ نمبر ۱۰

دہائیہ کے نزدیک: جو کھانا جائز ہے۔

جو صید است یعنی جو شکار ہے۔ (عرف الجاوی صفحہ ۲۳۵)

### مسئلہ نمبر ۱۱

دہائیوں کے نزدیک کتا کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے جب تک اس کا

لنگ، ہوا اور حزانہ بدلے۔

”سوال: چہ فرمایا تک علماء دین درین مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ افتد چہ حکم است

بنوا۔ الجواب: حکم چاہ مذکور است کہ اگر آب آں چاہ از افتادون سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ

بہر حال خود است آں چاہ پاک است۔“

سوال: یعنی کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنویں میں گر

جائے تو اس کے پاک کرنے کے بارے کیا حکم بیان کریں۔

الجواب: کنویں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر کتے کے گرنے سے پانی کنویں کا متغیر نہیں

ہوتا بلکہ اپنی حالت پر ہے تو کنواں پاک ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ نذیریہ ۳۰/۱ مولوی نذیر الحق)

### مسئلہ نمبر ۱۲

دہائیوں کے نزدیک سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے

”سجدہ تلاوت بے وضو نیز ثابت است“

یعنی سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے۔

یہ ان سرپھروں کی فقہ کا حال ہے۔ کہ حلال و حرام کی تمیزی فتم ہے۔ عجیب عجیب

سے مسائل گھڑنا ان کی عادت ہے۔

لے چلو مدینے کو چارہ گرد  
 مجھ کو طیبہ کی ہوا چاہیے  
 نعمتیں دونوں عالم کی دیکر مجھے  
 پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہیے  
 عرض ہے میرے آقا! **نقلہ**  
 آپ ملے دو عالم کی دولت ملی  
 اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے  
 ہاتھ میں دامن مصطفیٰ ﷺ آگیا  
 اس گنہگار کو اور کیا چاہیے

تیسرا حصہ

دہائیوں دیوبندیوں کے

۱۲ عقائدِ باطلہ

اور

اہل سنت والجماعت کے

۱۲ عقائدِ صحیحہ



## وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱

دیوبندیوں، وہابیوں کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

”کذب (جھوٹ) داخل تحت باری تعالیٰ ہے..... اگر حق تعالیٰ شانہ کلام کا ذب پر قادر نہ ہوگا، تو قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد ہو جائے گی۔“ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۲۰) ﴿لَقَدْ عَلِمْتُمْ لِيَوْمِ يَوْمِ الْفَتْخِ﴾

## صحیح اسلامی عقیدہ

”اللہ تعالیٰ سے جھوٹ محال بالذات ہے۔“

چنانچہ قرآن کریم سورۃ نحل آیت نمبر ۱۱۶ میں ارشاد گرامی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ مَنَاعٌ قَلِيلٌ  
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء کرتے ہیں وہ کبھی

فلاح نہیں پائیں گے۔ اس دنیاوی زندگی کام برتنا تھوڑا ہے (بالآخر) ان

کیلئے دردناک عذاب ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام لگانے والے کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

بلکہ وہ تو جنت کی ہوا بھی نہیں پائیں گے..... ”ہم روتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں، مگر افسوس! کہ اشاعت التوحید کے یہ خود ساختہ ٹھیکیدار اللہ تعالیٰ کے بھی گستاخ ہیں۔“

چنانچہ قرآن کریم سورۃ صف آیت نمبر ۲۵ میں ارشاد رب العالمین ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ عَلَىٰ

## الاسلام

(ترجمہ) اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے؟ جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے

حالانکہ وہ اسلام کا وعیدار ہے۔

دیوبندیوں، وہابیوں کا بھی یہی حال ہے۔ کد اپنے آپ کو عالم، فاضل، حافظ، قاری، مفتی، شیخ القرآن، پروفیسر اور ڈاکٹر کہلانے کے باوجود اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء کرتے ہیں..... تو حید تو حید کی رٹ لگانے والے کہہ گئے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم سورۃ النساء آیت نمبر ۸۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِنْ اللَّهِ خَلِيفًا

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہے۔

اسی طرح قرآن پاک کے سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۲ میں ارشاد گرامی ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِنْ اللَّهِ قَبِيلًا

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی معلوم ہو۔

اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ ممکن بالذات ہے جبکہ پیغمبر کا جھوٹ ممنوع بالغیر ہے۔ اللہ تعالیٰ

تمام چوں سے زیادہ سچا ہے۔ تو اس کا سچا ہونا واجب بالذات ہونا چاہئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے صدق اور رسول کے صدق میں فرق نہ ہوگا۔

جھوٹ بولنے کی تین وجوہات

جھوٹ بولنے کی صرف تین وجوہات ہو سکتی ہیں

۱۔ بے علمی

۲۔ عاجزی اور

۳۔ خبیث نفس..... چنانچہ

(۱) جھوٹ بولنے کی پہلی وجہ لاعلمی سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی

اے تودہ ہے کہ جس کا علم انعام مسیح اور عیسا ہے کہ کوئی چیز انہی وقت بھی اس سے مخفی نہیں۔

سورۃ آل عمران آیت نمبر ۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ ۚ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ

آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اس سے پوشیدہ نہیں۔

معلوم ہوا کہ وہ لا بھی سے پاک ہے۔ اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ قطر و قطرہ و ہر عنصر اس کے علم میں ہے۔

(۲) وہ جہاں سے بھی پاک ہے۔ تمام قوتوں و طاقتوں کا سرچشمہ ہے قادر مطلق ہے۔

(۳) جھوٹ بولا جاتا ہے خواہش نفس کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ اس غیب سے بھی

پاک ہے۔ جھوٹ تمام جہوں سے بدتر غیب ہے۔ یہ غیب رب تعالیٰ پر محال ہے۔ وہ ہر

جہوں سے پاک ذات ہے۔ لہذا جھوٹ سے بھی پاک ہے۔

جس طرح وہ رب غیب اللہ تعالیٰ کیلئے ممکن نہیں ہے قہر کے تمام غیب جیسے چوری، زور،

وغیرہ اللہ تعالیٰ کیلئے محال بالذات ہیں اسی طرح جھوٹ بھی اللہ تعالیٰ کیلئے محال بالذات ہے۔

## وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲

”انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کرے یا بُرے کرے اللہ تعالیٰ کو اس سے پہلے کوئی علم نہیں ہوتا کہ کیا کرے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کو اس کے کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔“  
(مکمل ہدایت النبی ان معتمد حسین علی صاحب دہلوی ص ۱۵۷)

## صحیح اسلامی عقیدہ ۲

اللہ تعالیٰ کو کائنات کے ذرہ ذرہ، قطر و قطرہ کا علم ہے اس سے کچھ مخفی / پوشیدہ نہیں ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَلِلّٰهِ غِیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۃ یٰس آیت نمبر ۱۲۳)

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے تمام غیب، چھپی ہوئی چیزوں کو

جانتا ہے۔

پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۸ میں ارشاد گرامی ہے۔

رَبَّنَا اِنَّكَ نَعْلَمُ مَا نَخْفٰی وَمَا نَعْلِنُ وَمَا يَخْفٰی عَلٰی اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ

(ترجمہ) اے ہمارے رب بے شک تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ سے

چھپا نہیں۔

یہ کس کا عقیدہ ہے! حدیث انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ آسمان و زمین میں اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی مخفی نہیں۔ مگر وہابیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جب تک انسان کوئی کام کر نہیں لیتا۔ اللہ تعالیٰ کو علم نہیں ہوتا۔ نَعْلَمُ مَا نَخْفٰی مِنَ الْاَلٰہِ۔



وَإِنْ تَجْهَرُ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى (پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت نمبر ۷)

(ترجمہ) اور اگر تو بات پکار کر کہے، تو بیشک وہ جانتا ہے چھپ کر اور اسے بھی جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔

### سزا اور انہی میں فرق

”سزا“ یعنی ”عقیدہ راز“ سے مراد ایسی بات ہے، جو ایک انسان دوسرے انسان سے چھپاتا ہے۔ اور ”انہی“ یعنی ”اس سے زیادہ پوشیدہ“ سے مراد وہ خاص بات ہے، جس کو انسان کرنے والا تو ہے مگر ابھی خود بھی نہیں جانتا کہ میں فلاں کام فلاں وقت میں کرنے والا ہوں یا کہ نہیں۔ مطلب یہ کہ نہ وہ کام ابھی اس کی نیت، ارادہ سے متعلق ہوا اور نہ ہی ابھی اس تک اس کا خیال پہنچا۔

قرآن پاک میں تو یہ ارشاد ہوا ہے کہ انسان نے کسی وقت میں چاکر جو عمل کرنا ہے، کوئی نیکی کرنی ہے، یا بدی... ابھی وہ بات جو اس کے تصور میں بھی بات نہیں آئی کہ آج سے اتنے عرصہ بعد اس سے کوئی کام ہونے والا ہے... اللہ تعالیٰ کی ذات سے وہ بھی پوشیدہ نہیں۔ المختصر اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ سب کچھ جاننے والا ہے۔ کچھ بھی اس سے چھپا ہوا، اور مخفی نہیں۔

مگر وہابیہ کا عقیدہ یہ کہ جب تک انسان کوئی کام کر نہیں لیتا اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں آتا۔ نفوذ باللہ من ذالک۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے منکر ہیں مگر یہ تو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے بھی منکر نکلتے۔

### وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۳

دو بند یوں کے نزدیک کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لیا جائے، تو ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حوالہ پیش خدمت ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک مزید نے خواب اور بیداری کا واقعہ بیان کیا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ کلمہ شریف پڑھنے میں تجھ سے غلطی ہوئی۔ میں اس خیال سے کلمہ شریف دوبارہ پڑھتا ہوں۔ دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جو ہے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے محمد رسول اللہ کے اشرف علی لکھتا ہے۔ یہ سن کر مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں، جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو یعنی اشرف علی وہ بعونہ تعالیٰ منہج سنت ہے۔ (رسالہ الامراء صفر ۱۳۲۶ھ منقولہ از سیف علی ۳۵)

### صحیح اسلامی عقیدہ

کلمہ شریف کے دو جز ہیں۔ توحید کیلئے لا الہ الا اللہ۔ اور رسالت کیلئے محمد رسول اللہ۔ پہلی جز میں اسم ذات باری تعالیٰ ’اللہ‘ کی جگہ کسی اور کا نام لینے سے شرک فی التوحید ہوگا۔ اور نام بدلنے والا دار و اسلام سے خارج ہوگا۔ دوسری جز میں اسم گرامی ’محمد‘ کی جگہ کسی چرہ فقیر، مولوی، فقیر، فاضل کا نام لینے سے شرک فی الرسالت ہوگا۔ اور اس طرح کہنے والا بھی کسی طرح مسلمان نہیں رہ سکتا۔

بجائے اس کے کہ اس بد بخت پر کفر و شرک کا فتویٰ لگتا، مگر... چونکہ وہ حضور اقدس ﷺ کے ہمشریف کی جگہ مولوی اشرف علی کا نام لے رہا تھا، اس لئے مسکندہ مال منول کر دیا۔

## وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۴

دیوبندیوں نے جھوٹی نبوت کا فائدہ دیا۔

”اگر آپ ﷺ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی فرض کر لیا ہو، تو بھی خاتمیت محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آوے گا۔“ (بحوالہ تجرید الناس)

## صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں۔ قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا جھنڈا لہراتا رہے گا۔ اب کوئی اصلی، نقلی، فرضی نبی نہیں آ سکتا۔ اب نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

(ترجمہ) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں، انبیین اللہ کے رسول ہیں، اور نبوت کے خاتم ہیں۔

دوسری آیت کریمہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔ (سورۃ صافات آیت نمبر ۲۸)

اور نہ بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کیلئے کافی خوشخبری دینا اور ڈرنا تانا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيٌّ بَعْدِي۔ (بحوالہ ابن ماجہ صفحہ ۳۰)

(ترجمہ) میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس نخل کی ہے جس کی قیر بہت ہی اچھی کی گئی۔ اور اس میں آئینہ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ دیکھنے والے اس کے ارد چمکاتے تھے اور اچھی قیر سے خوب کرتے تھے۔ ہوائے اس آئینہ کے (جو ابھی نہیں لگی تھی)۔ فَكُنْتُ أَتَانَا بَدُؤُتُ مَوْضِعَ الْكَلْبَةِ وَنَحْنُ مِنَ الْبَنِيَانِ وَنَحْنُ مِنَ الرَّسُولِ۔ تو میں نے اس آئینہ کی جگہ پر کر دی۔ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے اور مجھ پر رسول بھی ختم کر دیئے گئے۔ هَئَانَا الْكَلْبَةُ وَهَئَانَا حَالَةُ الْبَنِيَانِ۔ تو وہ آخری آئینہ میں ہی ہوں اور آخری نبی بھی میں ہی ہوں۔

سبحان اللہ! کبھی پیاری مثال دی ہے۔ نبوت کو یا نورانی صل ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اس کی نورانی روشنی ہیں۔ جبکہ حضور اقدس ﷺ اس نخل کی آخری آئینہ ہیں کہ اس پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے زمانہ حیات میں یا آپ ﷺ کے زمانہ حیات کے بعد کسی نبی کے کوئی گنجائش نہیں۔ تعجب نہ ہو کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی پر ان کے جنہوں نے یہ کھڑا کیا آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔ ثابت ہوا کہ وہابی، دیوبندی یا باقی مزارعیت ہیں۔ انہوں نے گنجائش پیدا کی تو سزا اللہ تعالیٰ سے دعویٰ نبوت کیا۔

بعض ترقی یافتہ جماعت کا مسلک ہے کہ حضور انور ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ ہی ختم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے زمانہ حیات میں یا آپ ﷺ کے زمانہ حیات کے بعد کسی کو نبی فرض کرنا بھی گھڑ ہے۔



## وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵

رحمۃ للعالمین ہونا صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ نہیں۔ چودھویں، پندرھویں صدی کا مولوی بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) حوالہ پیش خدمت ہے۔  
استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت ہے یا کہ ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

الجواب: لفظ رحمۃ للعالمین مفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کا نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء و رہنمائی بھی موجب رحمت عالم ہیں۔

## صحیح اسلامی عقیدہ

جیسے اللہ تعالیٰ تمام جہان، کائنات کے ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ کا رب ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ ہر کسی کیلئے باعث رحمت ہیں۔ اس نے اپنے متعلق فرمایا۔  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (سورۃ فاتحہ آیت نمبر ۱)  
(ترجمہ) سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان والوں کا۔  
تو اپنے پیارے حبیب ﷺ کیلئے بھی ارشاد فرمایا۔  
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷)  
(ترجمہ) ہم نے آپ کو نہ بھیجا کہ رحمت سارے جہان والوں کیلئے۔

جیسے اللہ کے سوا کسی اور کو رب العالمین کہنا یا ماننا شرک فی التوحید ہے۔ اور ایسا کہنے والا شرک فی التوحید ہو گا۔ ایسے ہی حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی بجائے کسی اور کو رحمت للعالمین ماننا یا کہن شرک فی الرسالت ہے۔ اور ایسا کہنے والا شرک فی الرسالت ہو گا۔ کیونکہ عالمین کیلئے رحمت ہونا یہ خصوصیت اور صفت صرف اور صرف سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہی ہے۔ اس میں کوئی اور شامل نہیں ہو سکتا۔

## وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۶

وہابیوں و یوہندیوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رشتہ اخوت جوڑا۔ خود چھوٹے بھائی بن بیٹھے، اور حضور ﷺ کو اپنا بڑا بھائی کہا۔  
(ذات دی کوڑ کر لی تھیں ان لوں چھپے)  
حوالہ پیش خدمت ہے۔

’اولیاء، انبیاء، امام زادہ، پیر و شہید‘ جنے اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں، وہ سب انسان ہی ہیں، اور عاجز بندے اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی ہے۔ وہ بڑے بھائی ہوئے، ہم چھوٹے بھائی۔  
(بحوالہ تقویۃ الایمان)

## صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اکرم ﷺ ہمارے روحانی باپ ہیں، بھائی نہیں۔  
قرآن کریم کے اندر ارشاد ہوا۔  
وَأَزْوَاجُهُ لِقَائِهِمْ۔ (سورۃ الاحزاب)  
(ترجمہ) اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں (بہنیں نہیں)۔

دنیا کا اصول ہے کہ ماں کا شوہر باپ ہوتا ہے، بھائی نہیں ہوتا۔ باقانون لہی، بارشاد قرآنی! جب حضور انور ﷺ کی بیویاں ہماری مائیں ہیں، تو آپ ﷺ ہمارے روحانی باپ ہوئے۔ تو پھر جو آپ ﷺ کو بھائی کہے، وہ لے درجے کا بیوقوف اور احمق ہے۔ ایسا سر پھر اپنی ماں کو بہن کہے، اور اپنے باپ کو بھائی کہے۔۔۔ تو پھر، نیچو کہ، حاشا و! کیا حال کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ  
بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ أَعْلَمُكُمْ

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ کا ارشاد ورامی ہے۔ میں تمہارے لئے باپ کے قائم مقام  
ہوں۔ (کیونکہ) میں تمہیں سکھاتا ہوں۔

(بحوالہ ابوداؤد جلد اول صفحہ ۳)

حضور اقدس ﷺ تو فرماتے ہیں کہ میں تمہارا روحانی باپ ہوں۔ نجدی کہتا  
ہے، بھائی ہیں..... تو کیوں نہ ہم نجدی کا کہنا مستور کریں اور حضور اقدس ﷺ کا  
فرمان عالی شان سرتائیموں پر رہیں۔

## وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۷

وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک حضور ﷺ بے اختیار نبی ہیں۔  
حوالہ پیش خدمت ہے۔

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا عقیدہ نہیں" (بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۷)

## صحیح اسلامی عقیدہ

حضور پیامبر مصطفیٰ، مختار زمین و آسمان، وارث کون و مکان..... با اختیار نبی  
ہیں، با تہمال نبی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَوَجَدَكَ غَائِلًا قَاعًا نَعْلِي (پارہ ۳۰ سورۃ النعلی)

(ترجمہ) اور اے نبی! آپ کو نادار پایا، پھر آپ کو غنی کر دیا۔

دوسرا ارشاد

وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَيْتَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۷)

(ترجمہ) اور نہیں بدلہ لیا انہوں نے، مگر اس بات کا کہ اللہ اور اس کے رسول

ﷺ نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا۔

اختیارات مصطفیٰ ﷺ پر احادیث

حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

أَوْتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي يَدِي (بخاری و مسلم شریف)

(ترجمہ) میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں انبی گئیں، تو وہ میرے

ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔



یعنی آپ ﷺ کو ان سب کا مالک بنادیا گیا اور مالک بھی ایسا کہ اختیار والا کہ اپنے اختیار سے جس قدر چاہیں تقسیم فرمادیں اور ارشاد فرمایا۔

وَاللّٰهُ مُعْطِيٌّ وَآنَا قَاسِمٌ۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

کئی اپنے خزانوں کی تمہیں دینی خدا نے، ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا  
بے یار و مددگار کہ جسے کوئی نہ پوچھے، ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میں نے اپنے حبیب ﷺ کو مٹی بنادیا۔۔۔۔۔ غنی کون ہوتا ہے؟  
وہ کہ جس کے پاس خزانے ہوں اور تقسیم بھی کرے اور حضور مختار کل ﷺ بھی فرما رہے ہیں  
کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دیدی گئیں، اور میں تقسیم کرنے والا بھی ہوں۔

مگر وہابی، نجدی یہ کہتا ہے آپ ﷺ تو بے اختیار نبی ہیں ان کے پاس تو کچھ بھی  
نہیں۔ نہ صرف قرآن پاک کی آیات حیات کا بلکہ احادیث پاک کا بھی انکار کر کے ایک  
نیا عقیدہ گھڑ لیا۔

ارے! آپ سرکار ﷺ کی حکومت و سلطنت کا جھنڈا تو زمین و آسمان پر لہرا رہا  
ہے۔۔۔۔۔ وہابی کو کچھ نظر آئے تو سمجھے۔

اللہ اللہ شاہ کو نہیں جانت تیری

فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

## وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۸

وہابیوں اور دیوبندیوں کے نزدیک کسی ولی اور نبی کی کوئی توقیر نہیں۔  
”اور بھینا یہ جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا۔ وہ اللہ کی شان کے آگے  
چہرہ سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔“ (بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶)

## صحیح اسلامی عقیدہ

اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمان عزت دار ہیں۔ ارشاد رب العالمین ہے۔  
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔  
(پارہ ۲۸ سورۃ منافقون آیت نمبر ۸)

(ترجمہ) اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین ہی کیلئے ہے، مگر منافق  
لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ نبی، ولی، رسول یہاں تک کہ سب مؤمنین عزت والے  
ہیں، لیکن یہ بد بخت دیوبندی اور وہابی باقانون مذکورہ کہ ”ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا۔۔۔۔۔“، اولیاء  
اور انبیاء کو چہرہ سے بھی زیادہ ذلیل کہہ کر رسولوں، نبیوں، ولیوں کی عزت و شان کے منکر  
ہو کر منافقین کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ منافقین ہی ایسے بد بخت  
ہیں جو نبیوں، رسولوں، ولیوں کی عزت کو نہیں جانتے۔

## دہائیوں کا عقیدہ نمبر ۹

دہائیوں، دیوبندیوں کے نزدیک قبر کے اندر حضور اکرم ﷺ کا جسم پاک مٹی بن گیا ہے، اور حضور اقدس ﷺ کی ذات مطہرہ پر بہتان لگایا گیا اور یہ لکھا گیا۔  
 ”مٹی بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملے والا ہوں“ بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۹

## صحیح اسلامی عقیدہ

”نبیوں کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی“  
 شہید کی حیات جاودانی کے متعلق قرآن کریم کے اندر ارشاد ہوا۔  
 وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (پارہ ۲۰ رکوع ۳ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۵۴)  
 (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مارے جائیں، ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں شعور نہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے  
 وَلَا تَحْسَبَنَّ الْمَوتَ قُبُولًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۹)  
 (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مارے جائیں ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس سے رزق بھی پاتے ہیں

اس آیت میں شہید کی زندگی کے متعلق کسی زمانہ یا کسی جگہ کی اور شہید کے اعمال صالحہ، تقویٰ و پرہیزگاری کی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ بلکہ کسی زمانہ میں کسی بھی محاذ پر کسی بھی مقام پر جو کوئی بھی محض اسلام کی سر بلندی اور عظمت مصلحتی کے تحفظ کیلئے اپنی جان کا نذرانہ دیدے۔ اس نے ظاہر اعمال صالحہ نہ بھی بجالائے ہوں۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس کو حیات

جاودانی عطا فرماتا ہے۔

تو نبی کریم ﷺ جن کے صدقہ سے شہید کو یہ رتبہ ملا وہ اس شہید سے بدرجہ اولیٰ حیات جاودانی یعنی ہمیشہ کی زندگی کے مالک ہیں۔ یقیناً بالیقین! نبیوں کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی حدیث میں ارشاد ہوا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ اجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ  
 فَتَبَيَّ اللَّهُ حَتَّى "يُرْزَقَ" (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹)

(ترجمہ) فرمایا یا رسول اللہ ﷺ نے بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہے۔ رزق بھی دیا جاتا ہے۔

دوسری حدیث شریف جس کو تہذیبی شریف نے روایت کیا ہے۔  
 وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ "فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ" (رواہ الترمذی)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کا فرمان تو یہ ہو کہ نبی زندہ ہیں اور ان کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی۔ اس کے باوجود وہ اپنی مولوی صاحب کا عقیدہ یہ ہو کہ "نبی م کر مٹی میں ملے والا ہے" تو یہ قرآن و حدیث کا انکار اور نبی کی علی الاعلان گستاخی اور توہین نہیں تو اور کیا ہے؟

انبیاء کو بھی موت آتی ہے مگر یہ کہ فقط آتی ہے  
 پھر اس موت کے بعد وہی حیات جاودانی ہے



## دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۰

روحانی ماں کو بیوی خیال کرنا دہائی کے خبیث ہیں۔

”ایک ذکر صاحب کو بکثرت ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تو میرا یعنی مولیٰ اشرف علی تھانوی کا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔ (رسالہ الامراء ۱۳۱۵ھ سیف علی صفحہ ۳۵) لغو ذالک من ذالک۔

## صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اقدس ﷺ کی بیبیاں مسلمانوں کی روحانی مائیں ہیں۔  
ارشاد رب العالمین ہے۔

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ یعنی نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

جو اپنی ماں کو بکسائی اس روحانی ماں کو کہ جو اللہ کے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اپنی بیوی خیال کرنے اس سے بڑھ کر حرامی کون ہوگا؟ سوچو ان لوگوں کے خیالات کتنے گندے ہیں کہ ایک شخص خواب میں اللہ اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے اور پریشان ہو کر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سے خواب بیان کرتا ہے تو مولوی اشرف علی صاحب بجائے اس کے کہ اس سے توجہ کیلئے کہتے..... اس کو کہتے ہیں کہ ”یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جس سے تمہاری نسبت ہے وہ منبع نسبت ہے“ اور دوسرا شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے گھر جا رہی ہیں تو مولوی اشرف صاحب جی ہی جی میں خوش ہو کر کہتے ہیں ”کم سن عورت ہاتھ آئے گی“ (لغو ذالک من ذالک)

مسلمانوں غور کا مقام ہے۔ جس مذہب کے مقتدایان کے ایسے خیالات باطلہ، فاسدہ ہوں کہ ماں کو بیوی سمجھنے لگیں اور باپ کو بھائی کہیں، ان کے تبعین کے ایمان کا کیا حال ہوگا؟

## دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۱

دیوبندی کے نزدیک ایسی اوقات اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔ عبارت قریش خدمت ہے۔

”انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم میں ہی ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل تو اس میں بسا اوقات اہل بیت سے بڑھ جاتے ہیں۔“ (تحدیر الناس مولوی محمد قاسم خان ترقی صفحہ ۵)

## صحیح اسلامی عقیدہ

نبی کی عبادت کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ کل جہاں کی عبادت ایک طرف نبی کی عبادت ایک طرف۔ نبی کی عبادت کا درجہ زیادہ ہے۔  
ارشاد رب العالمین ہے۔

يَا أَيُّهَا الْمَوْءَلٰى ثُمَّ إِلَيْكَ الْغُيُوبُ وَأَنْتَ عَلِيمُ الْغُيُوبِ (سورۃ المومن آیت نمبر ۲۴)

وَأَنْتَ عَلِيمُ الْغُيُوبِ (سورۃ المومن آیت نمبر ۲۴)

(ترجمہ) اے چادر اوڑھنے والے محبوب رات کا کچھ حصہ قیام کیجئے۔

آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس پر کچھ زیادہ، اور قرآن پاک خوب

ترتیل سے پڑھئے۔

سید عالم، فری آدم ﷺ چادر شریف میں لپیٹے ہوئے آرام فرما تھے۔ کہ اس حالت میں آپ ﷺ کو ندا کی گئی ”يَا أَيُّهَا الْمَوْءَلٰى“ یہ ندا بتلاتی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری ہے۔ جس حالت میں تشریف فرما ہوں اس حالت کا پورا نقشہ کھینچ کر بنا دیا جاتا ہے۔ اور محبوب کی ادا کو قرآن کریم کی آیت بنا دیا جاتا ہے (سبحان اللہ!)۔ اور پھر نبی پاک ﷺ کو عبادت میں اختیار دیا جاتا ہے کہ محبوب رات کا کچھ حصہ قیام کرو نصف رات

ایسا اس سے کچھ تم یا اس سے کچھ زیادہ۔

اب کون ہے؟ کہ جس کو عبادت میں اختیار دیا جائے۔ اب ایک رات تو کیا کوئی ساری زندگی بھی عبادت میں کھڑا رہے، تو یہ فرمان نازل نہیں ہوگا کہ تو آدھی رات کھڑا ہو یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔ تو معلوم ہوا کہ نبی کی چند لمحوں کی عبادت ایک طرف اور دنیا بھر کے عبادت گزاروں، مجدد گزاروں کی عبادت و ریاضت ایک طرف۔ سارے جہاں کے عابدین، ساجدین کی تمام نمازیں مل کر بھی میرے نبی ﷺ کے ایک جہدے کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ کی نمازوں کی مقبولیت یقینی ہے۔ جبکہ ہماری نمازوں کی مقبولیت کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

## وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۲

دیوبندیوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ جیسا علم تو معاذ اللہ کتے، بیلے، خنزیر کو بھی حاصل ہے۔ لغو ذہانت من ذالک۔ (حفظ ایمان کی عبارت پیش خدمت ہے۔  
”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا علم لگا یا جائے اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے بعض غیب مراد ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور ﷺ کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید، عمرو، جی، بھون، بلکہ تمہیں حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے۔ (بحوالہ حفظ ایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷۱)

## صحیح اسلامی عقیدہ

اللہ تعالیٰ نے دنیا و مافیہا کے تمام علوم غیب کیلئے اپنے پیارے رسول مقبول ﷺ کو

چن لیا ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ

يَشَاءُ. (پارہ ۵ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۷۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے، لیکن

اپنے رسولوں میں سے جن کو چاہتا ہے علم غیب کیلئے چن لیتا ہے۔

”اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے“ آیت کے اس حصے میں زید،

عمرو، جی، بھون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم وغیرہ کی نفی آگئی اور ”لیکن اپنے رسولوں

میں سے جس کو چاہتا ہے، علم غیب کیلئے چن لیتا ہے“ اس فرمان عايشان میں حضور

اقدس ﷺ علم غیب کیلئے اللہ تعالیٰ کے چناؤ میں آ گئے۔ اس لئے سرکارِ دعوٰی عالم ﷺ کا



صفاقی نام شریف ہوا "مصطفیٰ ﷺ"۔ لفظ "مصطفیٰ" جو کہ آیت مذکورہ میں ہے، مضارع کا صیغہ ہے۔ جس کا معنی ہے "چن لیتا ہے" اور اسی سے اسم مفعول کا صیغہ "مصطفیٰ" ہے۔ جس کا معنی ہے "چن لیا گیا"۔..... یہ علم غیب کیلئے حضور ﷺ کی تخصیص نہیں تو اور کیا ہے؟

اور ارشاد ہوا۔

فَلَمَّا مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَوَجَّهْنَا إِلَيْهِ الْكَوْكَبَ (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت نمبر ۴۹)

(ترجمہ) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیں۔

اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اسے نبی! یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، یقینی خبریں ہیں۔ جبکہ مصطفیٰ حفظ الایمان نے لکھتا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو صبی و مجنون اور کتے، بے خبر کو بھی حاصل ہے۔ نفل اللہ من ذالک۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن کہا جاتا ہے ہر فرد حیوان اور صبی و مجنون پر بھی نازل ہیں، تو ہمارے خیال میں مصطفیٰ مذکور کیلئے جو قرآن شریف نبی کریم ﷺ پر اترا ہے، کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ کسی لڑکے یا مجنون یا حیوان کتے بے پر نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آتے۔ اور آؤ آؤ کرتے پھرتے۔ ہائے افسوس! اُمّت مصطفیٰ ﷺ پر یہ بھی وقت آتا تھا۔ کہ فی زمانہ کسی رئیس، کسی امیر، کسی چوہدری، کسی راجہ، کسی ملک، کسی وزیر بلکہ پولیس کے کسی معمولی سپاہی کی تو جین اتنی آسان نہیں جتنی کہ حضور نبی پاک ﷺ کی۔ بس جس کا دل چاہتا ہے اُمّت مصطفیٰ ﷺ کو افتراق و انتشار میں ڈالنے کیلئے، حضور اقدس ﷺ کی تحریری، تقریری توہین کر لے۔ کوئی پوچھنے بلانے والا ہے ہی نہیں۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے، خصوصاً آجکل بد عقیدہ علماء سے.....

الحمد لله رب العالمین! کتاب کا یہ حصہ (جس میں وہابیہ کے عقائد باطلہ اور

پھر اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیحہ مختصر ترین دلائل کے ساتھ بیان کیے گئے) بھی اپنے اختتام کو پہنچا۔ میں نے پوری کوشش کی کہ انتہائی اختصار کے ساتھ ان اہم ترین "۱۲ مسائل" کو ۱۲ عقائد، کو ضبط تحریر میں لاسکوں۔ یہ محض اہل سنت والجماعت کو ان بے دینوں کے دام فریب سے بچانے کی مخلصانہ کاوش تھی۔ اگر دوران مطالعہ کوئی صاحب تحریر میں کوئی سقم، کوئی کمی و بیشی محسوس کریں تو ازراہ عنایت مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی درستگی کی جاسکے۔

### اختتامی دعا

اے میرے پیارے مولا! صدقہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کا اس تحریر کو قبول و منظور فرما اور اُمّت مصطفیٰ ﷺ کو اپنے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کی عقائد باطلہ سے بچنے کی عقائد صحیحہ اپنانے کی اور اعمال صالحہ بجالانے کی توفیق عطا فرما۔

یہ تحریر مرکزی جامع مسجد محمدیہ نور یہ منگلا کالونی ضلع جہلم پاکستان میں شروع کی گئی تھی اور آج جامع مسجد غوثیہ آسٹن برمنگھم برطانیہ میں 23 مئی 2001ء بوقت صبح ساڑھے دس بجے ختم ہوئی۔

الراحمی الی رحمت رب العنن

پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد غوثیہ '۲۳۷' البرت روڈ

آسٹن برمنگھم برطانیہ

دیجے گھرانے کے چشم و چراغ اور درویش صنف انسانہ اول  
فضائل میلاد مصطفیٰ • فضائل علم دین • قانونی جلالیہ • فضائل جلالت و کرام  
مرآت العوالم کے مصنف دارالعلوم جلالیہ نقشبندی کے مہتمم اور  
متنازع عالم دین ہے

## حضرت علامہ حافظ محمد زمان نقشبند کا تعارف

لیچورٹ بہ چوہدری ولد ارشد شیراز گورالہ نمائندہ نوائے وقت • جنگ منگلا ڈیم •  
متنازع عالم دین حضرت علامہ مولانا حافظ محمد زمان نقشبندی منڈی بہاؤ الدین کے  
رہنے والے ہیں۔ تحصیل پھالیہ کے قریب ایک قصہ ”پھرے“ ۱۹۲۵ء میں  
پیدائش ہوئی۔ قبلہ موصوف حافظ صاحب کے والد محترم حضرت میاں محمد عظیم صاحب  
(مرحوم) نہایت ہی فاضل اور اپنے کردار کی وجہ سے اپنی برادری اور عوام میں  
مقبول تھے (قبلہ حافظ صاحب) دارالعلوم محمدیہ رضویہ بکھی شریف سے فارغ  
التحصیل ہیں۔ اور شیخ القرآن والحديث حضرت سید محمد جلال الدین شاہ  
نور اللہ مرقدہ آستانہ عالیہ بکھی شریف کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔  
شیخ الحدیث حافظ صاحب موصوف پر خاص شفقت فرمایا کرتے تھے۔ جناب قبلہ  
حافظ صاحب گورالہ اور لاہور میں امامت، خطابت درس و تدریس کے فرائض  
سراجام دے چکے ہیں۔ اور اب عرصہ ۲۶ سال سے منگلا کالونی کی جامع مسجد محمدیہ نوریہ  
(جو کہ مرکزی حیثیت رکھتی ہے) جس میں خطابت امامت کے فرائض بخوبی سرانجام

دے رہے۔ حضرت قبلہ حافظ صاحب مدظلہ کی منگلا میں شریف آدری سے قبل منگلا  
میں مدرسہ تدریس سے محروم تھا۔

قبلہ حافظ صاحب ۱۹۶۵ء میں حضور قبلہ عالم حافظ الحدیث سید محمد جلال الدین شاہ  
صاحب بکھی شریف کے فرمان عالی شان پر منگلا تشریف لائے اور عرصہ تین سال بعد  
۱۹۶۷ء میں جامع مسجد محمدیہ نوریہ کے نام سے ایک خوبصورت مسجد کی بنیاد رکھی۔  
اور دوست احباب کے تعاون سے اس کو تعمیر کیا۔ اس مسجد کی زیارت کرنے سے  
دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

قبلہ حافظ صاحب نے جامع مسجد محمدیہ نوریہ کے متصل دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ  
کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جس میں کافی تعداد میں طلباء، طالبات ناظرہ قرآن  
پاک، حفظ القرآن، تفسیر القرآن کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ قبلہ حافظ صاحب نے  
چند سالوں سے درس نظامی کی کلاسیں شروع کی ہوئی ہیں۔ جن میں ہر ہفت روزہ طلباء  
وطالبات نمایاں پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا حافظ محمد زمان نقشبندی نے مرکزی انجمن مجاہدین مصطفیٰ کی بنیاد رکھی جس  
کے زیر اہتمام ۱۲ ربیع الاول کو منگلا کالونی میں ایک عظیم الشان جلوس نکالا جاتا ہے  
اور انجمن کے تحت جشن عید میلاد النبی کے موقع پر بہترین سجادہ کرنے والوں  
کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔ اور انجمن کے زیر اہتمام ۱۳ ربیع الاول بعد از نماز  
عشاء دستار فضیلت بسلسلہ میلاد پاک عظیم الشان جلسہ ہوتا ہے۔

دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ میں مقامی طلباء و طالبات کثیر تعداد میں تعلیم حاصل کر رہے  
ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ بیرونی طلباء بھی دارالعلوم میں تعلیم حاصل کر رہے



ہیں۔ جن کے اشراجات قبلہ حافظ صاحب اور معاونین حضرات برداشت کرتے ہیں۔ قبلہ حافظ صاحب نہایت ہی ملنسار انسان ہیں۔ اور ان کی میٹھی گفتگو کی وجہ سے جی چاہتا ہے کہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی باتیں سنتے ہی رہیں۔

قبلہ حافظ صاحب اپنے بہترین اخلاق اور ملنسار رویہ کے تحت یہاں کے عوام و خواص میں عامے مقبول ہیں۔ شب و روز دین کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ چوبیس گھنٹے میں دو تہائی سے زائد وقت مسجد میں گزارتے ہیں۔ یہ مشاہدے کی بات ہے۔ کہ ہم جس وقت گئے دن رات صبح و شام سویرا میسرے حافظ صاحب کو مسجد ہی میں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عشق رسول کی دولت سے بھی نوازا ہے۔ بڑے مہمان نواز اور غریب پرور انسان ہیں۔ تعلیمات قرآنیہ عظمت مصطفیٰ ﷺ اور شان صحابہ کے پرچار ہیں۔

ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ایک سلیحے ہوئے مصنف بھی ہیں۔ حافظ صاحب موصوف بفضلہ تعالیٰ سات کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

## ۱۔ فضائل صلوٰۃ و سلام

جو عصر حاضر میں درود شریف کے مقدس موضوع پر نہایت محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ ایک ایسی جامع کتاب ہے۔ جس کا ہر جملہ دلشین اور ہر سطر دلگذا ہے۔ روح کی غذا ایمان کی ضیاء ہے۔ فضیلت درود شریف اور لطافت نبی کریم ﷺ کے ذکر و میل سے سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔

حافظ صاحب موصوف کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ دایمانہ محبت

اور ان کے سینے میں دین کی ٹرپ کا واضح ثبوت یہ ہے۔ کہ انہوں نے اس کتاب (فضائل صلوٰۃ و سلام) کے تقریباً ۲۰ نسخے مشائخ عظام، علمائے کرام، طلباء اور عوام و خواص میں مفت تقسیم کر دیے۔ مشائخ عظام اور علمائے کرام نے اس کتاب کو پسند کیا۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا ہے۔

## ۲۔ فضائل علم دین

اس کتاب میں چالیس ان احادیث کی شاندار تشریح کی گئی ہے۔ کہ جن میں فضیلت علم دین، فضیلت طالب علم اور فضیلت عالم دین بیان کی گئی ہے۔ یہ سلیس اردو زبان میں ہے۔ عام فہم کتاب ہے۔ ایک ایک جملہ دل میں اتر جانے والا ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد پتہ چلتا ہے۔ کہ حافظ صاحب کو دین سے کتنا لگاؤ ہے۔ اور دین کی ترقی کا کتنا احساس ہے۔ اس کتاب کا پورا نام اربعین فی فضائل علم دین ہے۔ اور اس کتاب کو علمی حلقوں میں خاص مقبولیت حاصل ہے۔

## فضائل میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء

حافظ صاحب قبلہ نے ۱۹۹۰ھ ربیع الاول شریف میں میلاد مصطفیٰ کے عنوان پر کتاب النعمۃ الکبریٰ علی العالم کی فصل فی بیان فصل مولانا نبی سے چودہ احوال صحابہ و بزرگان دین کا ترجمہ مع عربی بعنوان فضائل میلاد مصطفیٰ ﷺ و سلام میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے... اکی ہزار کی تعداد میں عوام و خواص میں مفت تقسیم کر دی۔







## ۶۔ فضائل میلاد مصطفیٰ (کامل) علیہ التحیۃ والثناء

یہ ماثد اللہ حافظ صاحب قبلہ کی چھٹی کتاب ہے۔ مضمون کے اعتبار سے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ اس کتاب میں ۲۰ باب ہیں۔ روح کی غذا، ایمان کی ضیاء، ہر طالب علم کے لئے تھمیل رحمت۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ۶ صفحات عربی شریفین میں بیٹھ کر حافظ صاحب نے تحریر فرمائے۔ ۲۰ صفحات مسجد حرام مکہ شریف میں۔ اور ۴ صفحات مسجد نبوی میرے مدینہ شریف میں۔ یہ کتاب خود پڑھیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

حضرات بقدرت نے حافظ صاحب کو جہاں اور غریبوں سے نوازا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی غریب ان میں ہے۔ کہ تراویح اور شبینوں میں منزل خوبصورت انداز میں پڑھتے ہیں۔ اور منزل کی روائی کا یہ عالم ہوتا ہے۔ جیسے دریا کا پانی بڑی مستی سے رواں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہ رمضان شریف میں آپ کی اقتداء میں کثیر تعداد میں لوگ تراویح ادا کرتے ہیں۔

قبلہ حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ قبلہ حافظ صاحب اپنے زیر سایہ تعلیم حاصل کرنے والوں پر بڑی شفقت فرماتے ہیں۔ اور ہر ایک پر مہربان ہیں۔ یہ تاثرات صرف میرے ہی نہیں۔ ہر ایک کے ہیں۔ لیکن اتنی شفقت کے باوجود دین کے خلاف شریعت کے خلاف کوئی غلطی ہو جائے تو گرفت بھی فرمایا کرتے ہیں۔

قبلہ حافظ صاحب کے بڑے بھائی حضرت گرامی مدر استاذ الحافظ مولانا

حافظ محمد اعظم نقشبندی صاحب (مرحوم) بھی جید عالم دین تھے۔ اور جامع مسجد جمال مصطفیٰ ٹریوے سیشن منڈی بہاؤ الدین کے خطیب تھے۔ زندگی کا بیشتر حصہ خدمت دین میں گزار دیا۔

## نذرانہ عقیدت

بخدمت اقدس استاد محترم جناب حافظ محمد زان صاحب  
(چند بڑی محرم و پانچ موضع سارو کی گجرات)

داخلہ لیا ہے ہم نے ترجمۃ القرآن  
ان کے فیض سے غالی کوئی گوشہ نہیں  
اپنا فرض اس خوبی سے نبھایا ہے  
مشعل محمدی نے ہزاروں دل روشن کر دیے  
سیکڑوں کو ناظرہ قرآن پڑھایا ہے  
درس نظامی بھی خوب پڑھایا ہے  
تہجد کے لئے اٹھ جائے معمول ان کا  
اکرم تجھ بھی منزل نصیب ہو جائے گی  
روز عشر جب محمد عربی کی دید ہو جائے گی

## سلسلہ قادریہ سے خلافت و دستار خلافت

سن ۱۹۹۲ء میں حضرت قبلہ حافظ صاحب کی تصنیف کردہ کتاب فضائل میلاد مصطفیٰ علیہ السلام کی رونمائی کے لئے عظیم الشان محفل میلاد النبی ﷺ منعقد ہوئی۔ جس میں حضور قبلہ مناظر اسلام شان اسلام منبع فیوض و برکات



غزائی دوران حاضری و درمست دال خطیب پاکستان حضرت علامہ حافظ قاری پیر  
سید صاحبزادہ محمد عرفان شاہ صاحب خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ قادریہ  
بغداد شریعت نے حضرت قبلہ حافظ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دینی مجلس  
تدریسی تصنیفی خدمات جلیلہ رفیعہ کی اپنے مخصوص انداز فکر اور اپنے مخصوص الفاظ  
سے بڑی خوبصورت تعریف عرمانی اور سلسلہ قادریہ سے **خلافت عطا فرمائی**  
اور اپنے نورانی ماحقوں سے **دستار خلافت** بھی سر پر باندھی اور  
**محقق المسنت** کا لقب بھی عطا فرمائی۔

### تنظیم المدارس (الہسنت) پاکستان کیلئے خدمات

محقق المسنت حضرت مولانا پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری صاحب ۱۹۹۲ء  
سے لے کر ہر سالانہ و ششماہی امتحان میں مختلف امتحانی سنٹروں میں ناظم امتحان  
(سینئر سپرنٹنڈنٹ) کے عہدہ پر فائز ہو کر طلبہ کے ملک گیر ادارہ تنظیم المدارس  
(الہسنت) پاکستان کی خدمت کر رہے ہیں۔

جامعہ احسن القرآن سنٹر دیر میں سالانہ امتحان کے لئے ۱۹۹۲ء میں ناظم امتحان  
(سینئر سپرنٹنڈنٹ) کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان تقویت امتحان میں ۱۹۹۳ء سالانہ امتحان  
کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان مسجد نذر و ذکر فضل داد ۱۹۹۳ء  
صنعتی امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان بوٹر کالونی میں ۱۹۹۴ء کے سالانہ  
امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان بوٹر کالونی ۱۹۹۴ء صنعتی امتحان  
کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان مرکزی جامع مسجد مفتی عبدالحکیم میر پور میں  
جنوری ۱۹۹۵ء سالانہ امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

محقق المسنت پیر حضرت قبلہ حافظ صاحب نے تنظیم المدارس کی ہدایت و اصول  
و ضوابط کے مطابق ہر سال بلکہ ہر بار امتحان لے کر تنظیم المدارس کے وقار کو بلند کیا ہے۔  
اگر کوئی امیدوار نقل لگاتا ہوا پکڑا جائے تو اس کی مضبوط گرفت کرتے ہیں۔ اور  
اگر کوئی ایسے امیدوار کی معافی کے متعلق درخواست کرے تو قبلہ حافظ صاحب  
ارشاد فرماتے ہیں۔ میں تنظیم المدارس کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا۔ حضرت پیر  
قبلہ حافظ صاحب ارشاد فرماتے ہیں انہوں نے ہر امتحان میں نقول کا بازار گرم ہوتا  
ہے۔ اور طلبا امتحان کے دوران ایسی ایسی شرمناک حرکتیں کھینے ہیں۔ جو قابل  
بیان ہیں۔

### ۱۹۹۳ء سے لیکر نماز فجر میں ایک سال کے قلیل عرصہ میں قرآن پاک ختم

حضرت قبلہ پیر حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جہاں اور غریبوں سے نوازا ہے ان  
میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نماز فجر میں ایک سال کے قلیل عرصہ میں قرآن پاک  
ختم فرماتے ہیں جو کہ یکم ماہ رمضان کی نماز فجر کو شروع ہوتا ہے۔ انیس شعبان  
المعظم کو نماز عشا میں ختم ہوتا ہے۔ پاکستان میں شاید ایسی کوئی مثال ملے۔  
اور مرکزی جامع مسجد محمدیہ نوریہ منگلا کالونی کے نمازیوں کی خصوصیت اور  
غور و خشوع نصیبی ہے۔



مرآت العوالم لکھ کر حضرت پیر قبیلہ حافظ صاحب نے طلباء اور طالبات  
 پر احسان عظیم فرمایا ہے اور رہتی دنیا تک حضرت پیر قبیلہ حافظ صاحب کا ناکاروشن  
 رہے گا۔ اتنے محدود مسائل میں ۵۵۸ صفحات پر مشتمل کتاب کی طباعت قسبہ  
 حافظ صاحب کا بڑا کارنامہ ہے۔





أَرْبَعِينَ

فِي

# فضائل علم دين

مؤلفه

مخاطف محمد زمان نقشبندی

مدرسہ العلوم اسلامیہ نقشبندیہ (بٹرد) حقیقہ جامعہ نجف اشرف

شعبہ نشر و اشاعت

دارالعلوم حمدا للہ نقشبندیہ (بٹرد) منگل کاونی